





'OM' DELHI  
APRIL 1978

ॐ



Price Rs. 3-00



OF DEPT  
APR 1978



100/10





روحانیت کے بلند ترین خیالات کا چارک

ماہنامہ

اوم

بازار اجیری گیٹ دلی ۷

بابت ماہ اپریل ۱۹۷۸ء

قیمت فی پرچہ ... ۳/- روپے  
سالانہ چندہ ... ۲۸/- روپے  
وی۔ پی منگوانے پر ... ۴/- روپے زائد

اسی چندہ میں  
سالنامہ "سوادھما انک"  
بابت جنوری فروری ۱۹۷۹ء  
قیمت ۱۲ روپے۔ بھی دیا جاوے گا

غیر ممالک سے سالانہ چندہ :-  
بذریعہ بکری ڈاک ... ۱۰۰/- روپے  
بذریعہ ہوائی ڈاک ... ۲۰۰/- روپے  
چیف ایڈیٹر :- گورکھ ناتھ نندہ  
ایڈیٹر :- برہمانند نندہ

# فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	پرہیو	پروفیسر لوگ دھیان آرمیم	۲
۲	سورج کی آپاسنا	ایڈیٹر	۳
۳	سولج آپاسنا کے منتر	"	۷
۴	وشو ہسرتام	پنڈت وشو ناتھ شاستری	۹
۵	شری رام اُستتی	شری منوہر لال اور رائے	۲۱
۶	ستی کیا ہے؟ اصل مکھ کہاں ہے؟	سوامی رام	۲۵
۷	گیتا شناسنا کر (نظم)	شری غلیق صاحب پٹھانوی	۳۳
۸	کرم کا کرتا کون ہے؟	پنڈت نریندر ناتھ جی شرما	۳۴
۹	دل میں کیل شوخ وہ اکرمیز جھان ترٹوا	" " " "	۳۸
۱۰	بھگتی لوگ	پنڈت ست پال جی بھاردواج	۳۹
۱۱	عقیر کی آواز	سردار محمد اقبال	۴۲
۱۲	سوامی ہری داس جی	شری ہری چند خوشدل ایم	۴۳
۱۳	پرہیومن میرا ایسا کردو	" " " "	۴۳
۱۴	دیدانت	پروفیسر نرمل چندرجی	۴۶
۱۵	عقل و دل	" " " "	۴۹
۱۶	کمارل بھٹا چاریہ	پنڈت جگن ناتھ پر بھاکر	۵۰
۱۷	موت کا دن	سوامی برہمانند جی	۵۶
۱۸	کال کا نگارہ	" " " "	۵۶
۱۹	بابا فرید	ایڈیٹر	۵۷
۲۰	بہار بربند کافی	ہتہ جگن ناتھ جی دت	۵۹
۲۱	اسرار معرفت	یاوالال دیال جی	۶۰
۲۲	کہتی ہے غلیق خدا	اوم پریمیوں کے خطوط	۶۴

شری برہمانند نندہ ایڈیٹر پٹر پبلشر و مالک نے اعلیٰ پرنٹنگ پریس گلی سوداگراں بلیمارا، دلی سے چھپوا کر فتر رسالہ اوم مکان نمبر ۴۲، بازار اجیری گیٹ دلی ۷ سے شائع کیا۔



نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۲۳	اوم کی مہما	شری ریش چندر	۴۶	۲۵	آداب گفتگو	شری سائلول شاہ جی	۴۹
۲۴	موت سے پہلے اور موت کے بعد کیا ہوتا ہے۔	شری ستیہ پال	۴۸	۲۶	صحّت و تندرستی	ڈاکٹر سی۔ آر۔ تنبیجہ	۷۰
				۲۷	مہا پرشوں کے وجہ	ماخوذ	۷۱

پروفیسر لوگ دھیان جی آرموہ ایم۔ اے

## پرکھو مہما

سورج چندر نکشتر ستارے | ادبھت ایک سے ایک نیارے  
ورن کرتے ریشی منی ہارے | پایا وار نہ پار — پرکھو  
تیری مہما کے بلہار | مانس کو جس نے بھر پایا  
جگ میں کیسا کھیل رچایا | دیکھا سب سنسار — پرکھو  
تیری مہما کے بلہار | والو منڈل اور گگن میں !  
جل میں پرکھوئی میں اور بن میں | ہے تو سہو ادھار — پرکھو  
ویا پاک ہے تو سب کے من میں | تیری مہما کے بلہار

زندگی اس کی سدا مسرور ہے | یاد حق سے جس کا دل بھر لور ہے  
یاد حق جس کا سدا دستور ہے | زندگی وہ پاک دل پر لور ہے  
ہے یہ دستور العمل اعلیٰ ترین | اس کا عامل، عامل غیور ہے  
ذات پاک حق میں غور و غوض سے | دل میں روشن جلوہ مستور ہے  
جلوہ بے پردہ کے دیدار سے | حق ہی حق ہر سو قریب دور ہے  
سب کے باہر اور اندر ہے وہی | دل سے وہم ماسوا کا فور ہے  
جلوہ وحدت پہ ہے جس کی نظر | رحمتوں سے وہ سدا مسرور ہے

## حق ہی حق

شری نوبت رائے شوخ



# سورج کی آپاسنا

**پیشکش :-** ہندو (سنان دھرمی) سورج کی آپاسنا کرتے ہیں۔ اس کو وشنو کا سروپ سمجھتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ اس آپاسنا کو جہالت خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ سورج بھی ہماری زمین کی طرح ایک ستارہ ہے۔ جو کہ جڑ ہے۔ کیا سورج کی آپاسنا ویدوں میں لکھی ہے؟ اور اس سے ہمیں کیا لا بھ ہو سکتا ہے۔ (شونا رائٹن نئی دہلی۔ مورخہ ۱۹۷۶ء) اُتر :- ہندو دھرم جس کو ویدک سنان دھرم کہا جاتا ہے۔ وہ ایک مکمل دھرم ہے جس میں پرش اور پرکرتی کا تمام گیان موجود ہے۔ ہمارے ہاں اٹھارہ ویدیاں ہیں، چار وید، چار آپ وید، چھ ویدانگ، پوران، مہانسا اور دھرم شاستر۔

**چار وید :-** (۱) رگ (۲) یجو (۳) سام اور (۴) اقصو۔

**چار آپ وید :-** (۱) آجور وید (علم حکمت) (۲) دھرو وید (علم جنگ) (۳) گاندھرو وید (علم موسیقی) (۴) ارتھ وید (علم دولت) **چھ ویدانگ :-** (۱) شاکشا (۲) کلپ (۳) ویاکرن (۴) نروکت (۵) جیوتش (۶) ننگل۔

**پوران :-** یہ گنتی میں اٹھارہ ہیں۔ جو کہ مہرشی وید ویاس جی کے بنائے ہوئے ہیں۔ (۱) برہم (۲) پدم (۳) وشنو (۴) شو (۵) بھاگوت (۶) نارد (۷) مارکندے (۸) آگنیہ (۹) بھوشیہ (۱۰) برہم وورت (۱۱) لنگ (۱۲) وارانہ (۱۳) برہمانڈ (۱۴) کالکا وغیرہ۔

اٹھارہ آپ پوران ہیں۔ جن میں بعض ویاس جی کے ہیں اور بعض پاراشرو وغیرہ سڑگیہ مینیوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ **نیاٹے :-** گوتم رشی کا شاستر ہے۔ اس میں دلیل (بحث مباحثہ) زیادہ ہے۔ اس سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے۔ **مہمانسا :-** مہمانسا کی دو قسمیں ہیں (۱) دھرم مہمانسا (۲) برہم مہمانسا۔ دھرم مہمانسا کے بارہ دھیائے ہیں۔ ان کا مصنف مہرشی جیمینی ہے۔ ان میں کرم کرنے کا طریق بتایا ہے جس سے اتہ کرن کی شدھی ہوتی ہے۔ **دھرم شاستر :-** منو، یاگیہ و لکیہ، انگرا، وششٹ، گوتم، شک، برہسپتی، ویاس، کاتیاہن، دیول، نارد وغیرہ سڑگیہ مینیوں کی تصنیف ہیں۔ انہوں نے وید کی تعلیم کے مطابق سمرتیاں بنائی ہیں، اور انہیں ہی دھرم شاستر کا نام دیا ہے۔ ویاس جی کی تصنیف مہابھارت اور بالیک جی کی رامائن ہے۔ یہ دونوں بھی دھرم شاستر میں شامل ہیں۔

مندرجہ بالا دھرم گرنتموں میں بلکہ آپشنڈوں میں بھی سورج دیوتا کی آپاسنا کا ودھان ہے۔ سورج کو ایک آگ کا گولہ سمجھنے والے سائنس دان روحانی علم سے بے بہرہ ہیں۔ لیکن ہمارے رشی مہرشی بھوت بھو شرت اور ورتمان تینوں کالوں کو جاننے والے تھے۔ وہ سڑگیہ اور پورن یوگی تھے۔ انہوں نے جو بھی گیان حاصل



کیا۔ وہ سمادھی اوستھا میں بیٹھ کر یعنی ایشور کے ساتھ ایک ایک ہو کر گیا) اُن کے پاس دو یہ شکستیاں تھیں۔ جیسے کہ مہا بھارت کو لکھتے وقت مہرشی وید دیاس جی نے برہمھی سدھی کے داتا کنیش جی کا آواہن کیا۔ خود تو سمادھی میں بیٹھے اور شلوک پڑھتے گئے۔ اُدھر کنیش جی اُن کو قلمبند کرتے گئے۔ اور مہا بھارت ایک لاکھ شلوکوں کا پانچواں وید تیار ہو گیا۔ جس میں دنیاوی اور روحانی۔ گویا ہر پرکار کا علم موجود ہے۔

دھرم شاستروں سے ہی ہمیں پنج اگنی وِدیا کا گیان ملتا ہے۔ جس سے جیوئیں کا جنم اور مرنے کے بعد کی گتی کا تمام علم میسر ہوتا ہے۔

چھاندو گیہ اپنشد میں سورج کی برہم روپ سے اُپاسنا کرنے کا ودھان ہے۔ سورج کو برہم کہا ہے۔ جو سورج کی اُپاسنا کرتا ہے، وہ ہمیشہ خوشحال رہتا ہے۔ تندرست رہتا ہے۔ غریبی (کنکالتا) اُس کے نزدیک نہیں آتی۔ اُس کو کبھی آنکھوں کا رنگ نہیں ہوتا۔

سورج طلوع ہونے سے پیشتر انسان کو چاہیے کہ اِشنان، دھیان، سندھیا وغیرہ بقیہ کرم سے فارغ ہو کر سورج کو نہسکار کرے۔ پھر آنکھوں کو چھپکے بغیر مسلسل چند منٹ اُس کی طرف دیکھے اور یہ منتر پڑھے۔

॥ सूर्य मूर्त्ये स्वाहा ॥ हौं ह्रीं हूं ह्रीं हूं ॥

اونگ ہر اُنک ہر یُنک ہر وُنک ہر یُنک ہر وُنک ہر اُسوریہ مَرتیے سواہا۔۔۔ یا گائتری منتر کا جاپ کرے۔ گائتری منتر کا بھی سورج سے سمبندھ ہے۔

ॐ भू भवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं ।

भर्गो देवस्य धी माहि धियो यो नः प्रचोदयात् ॥ ऋग्वेद संहिता ६२-१०

بھوارتھ :- ہم اُس سب سے اتم شریشٹھ اور مہان دیوتا کے پرکاش کا دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہمیں بھارتھ گیان کی پراپتی کے لئے برہمھی پروان کرے۔

اِشنان وغیرہ کر کے سورج اُدے (نکلے) کے سے گائتری منتر پڑھ کر سورج بھگووان کو جل کی انجلی دی جاتی ہے۔ کیونکہ ہماری آنکھوں کا دیوتا سورج ہے۔ گویا سورج ہی ہماری آنکھ ہے۔ سورج میں ساتوں رنگ موجود ہیں۔ جس میں سورج کی ساتوں کرنیں پراپت ہو کر نہیں لوٹتی۔ وہ کالا رنگ ہوتا ہے۔ جہاں سے اُس کی ساری کرنیں لوٹ آتی ہیں وہ سفید رنگ ہوتا ہے۔ تب جس رنگ کی کرنیں ہمارے شریروں آنکھوں میں کم ہوتی ہیں۔ سورج کے سامنے جل ڈالنے سے وہ ہی مفید کرنیں ہمارے شریروں آنکھ میں پراپت ہو جاتی ہیں، اور کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ سورج کی کرنیں جل پر فوراً پیر بھاؤ ڈالتی ہیں۔ اس لئے منتر پڑھ کر جل کا رنگ دیا جاتا ہے۔ ہمارے سواستھ کا سمبندھ سورج سے ہے۔ سورج ہماری چکنتسا (علاج) ہے اُس کی دھوپ سے کئی بیماریوں کے جراثیم مرجاتے ہیں۔ سورج منڈل کا ابھیمانی دیوتا ہمیں پرستنا اور خوشی دیتا ہے۔ روزانہ سندھیا کا سورج سے سمبندھ رکھا گیا ہے۔ مکھیکندھیا تو گائتری کا جاپ (ساوتری جاپ) ہی ہے۔



ساوتری - سوتیا کی رچا کا ہی نام ہے، اور سوتیا سے سور یہ ستھ سور یہ متدل ابھیما فی دیو ایشٹ ہوتا ہے۔ جب ہم نے سوتیا کا دھیان کرنا ہے، تب ارکھ ایشٹان بھی تو اسی کا کرنا چاہیے۔

(یج۰ ۶-۸۲)   
 सूर्यप्रात्मा जातस्तस्युषान्न

اس منتر میں سورج کو ستھ اور اور جنگم تمام پدارتھوں کا آتما مانا گیا ہے۔ اسی لئے

(یج۰ ۳۶/۲۸)   
 जीवेम शरदः शतम

اس یجر وید کے منتر سے تنو ورتش چینی کی شت ورتش بد لئے سُننے کی پرارتھنا بھی اس سورج سے کی جاتی ہے۔ اس میں رہسہ یہ ہے کہ جو اوشما ہمارے جیوں کو دھارن کرتی ہے۔ وہ ہمیں سورج سے پراپت ہوتی ہے۔ اگر وہ اوشما ہمارے شری میں قائم رہ جاوے، تو ہم کم سے کم چار تنو ورتش تک جی سکتے ہیں۔ یہ ایک امریکہ کے سائنس دان کا کھن ہے۔ وہ اوشما ہمیں سورج سے ہی پراپت ہوتی ہے۔ گویا سورج ہی ہماری زندگی ہے۔ سورج نہ ہونے سے ہی پرلے میں اوشما کے نہ رہنے سے سبھی ستھ اور جنگم نشٹ ہو جاتے ہیں۔ سورج اپنی روشنی سے تمام دنیا میں اندھیرے کو دور کرتا ہے۔ اور اس کی کرنوں کی حرارت سے قہریم کی بیماری کے جراثیم خود بخود مر جاتے ہیں، اور انسان ندرست رہتا ہے۔ دھوپ سے اناج کی فصلیں پک کر تیار ہوتی ہیں۔ جس کو انسان کی پرورش ہوتی ہے۔ ان اوصاف کی وجہ سے آریہ لوگ اس کو دیوتا سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ گیتا میں بھگوان نے سورج کو اپنا روپ ہی بتایا ہے۔ ادھیائے ۹، شلوک ۱۹

तपाम्राहम वर्षि निगृह्णामयत्सुजामि च ।

प्रमत्तं चैव मृत्युञ्ज सद सञ्चाहमर्जुन ॥ ۹۷

ارتھ :- میں ہی سورج روپ سے پیتا ہوں۔ ورشا کا آکرشن کرتا ہوں۔ اور اُسے برساتا ہوں۔ ہے۔ ارجن! میں ہی امرت اور مریتو ہوں، اور ست است بھی میں ہی ہوں۔

سورج :- بھگوان نارائن کا سروپ ہے۔ کیونکہ سنسار کی اُپیتی، پالنا اور پرلے اسی سے ہوتی ہے۔ جب پرلے کا وقت آتا ہے، تب سورج اپنی مریدا کو چھوڑ دیتا ہے، اور اس کی تپش سے سنسار آگ کی طرح تپنے لگتا ہے اور جب یہ اپتی نورانی کرنوں کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے، تو ناقابل برداشت سردی شروع ہو جاتی ہے۔ سب جیوؤں میں حرارت غریزی ختم ہو جاتی ہے اور پاچن شکتی کے نہ رہنے سے شریہ مردہ ہو جاتا ہے۔

بھگوان سورج :- گیان کے داتا ہیں۔ ہنومان جی نے ان کو ہی اپنا گورو دھارن کر کے گیان حاصل کیا تھا۔ گیان لیتے وقت سورج کی طرف ہی شری ہنومان جی کا منہ رہا۔ پیٹھ نہیں کی، اور سورج کی گنتی کے ساتھ ساتھ اُلٹے پاؤں چلتے رہے۔ ہنومان چالیسہ میں سنت تلسی داس جی نے لکھا ہے کہ جب یہ ابھی بالک ہی تھے، تو سورج کو نمودار ہوتے سے ایک شرح رنگ کا پھل سمجھا۔ اور اُس کی طرف لپک کر ہزاروں



میلوں کی دوری کو ایک اڑان میں ہی طے کر گئے۔ (آخر دایو دیوتا کے پتر تھے اُن کے لئے یہ کونسا مشکل کام تھا) جب سورج کو منہ میں ڈال لیا۔ تو تمام سنسار میں اور دیو لوک میں اندھیرا چھا گیا۔ دُنیا کے سب کام ٹھپ ہو گئے۔ تمام دیوتاؤں اور منشیوں نے ہنومان جی کی اُستیتی کی، اور اُن کی پرارتھنا سولیکار کر کے سورج کو منہ سے باہر نکال دیا۔

جگ سہسر یوجن پر بھانڈو پللیو تا ہی دھری پھل جانو

اُس وقت لوگوں کو سورج کی قدر معلوم ہوئی۔ کیونکہ جب کسی چیز کا ابھار ہوتا ہے تبھی اُس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پر مانتا نے ہمیں آکاش، وایو، اگنی جل اور پرقتوی۔ پانچوں تنومفت میں ہی دے رکھے ہیں۔ اس لئے عام آدمی اُن کی قدر نہیں جانتے۔ سنا تن دھرم کے انویائی آگ، پانی، مٹی، ہوا کو پرکشش دیتا مانتے ہیں، اور اُن سب کی دیو روپ میں پوجا کرتے ہیں۔ ذرا غور کیا جاوے، تو معلوم ہوگا۔ کہ اگر پرقتوی نہ ہو، اور سب جل ہی جل ہو جاوے، تو جیو کہاں ٹھہریں۔ وشنو بھگوان جب ہر آکار سے ساکار روپ میں پرگٹ ہوئے تو پرقتوی کی جگہ شیش ناگ پر اپنا اُسن جمایا۔ اپنی مایا لکشمی کو بھی ساتھ لیا۔ اُس کے بعد برہما کو اپنی نا بھی سے اُتین کیا۔ اور اُس کے دوارہ تمام سرشٹی کا زمانہ ہوا۔ اسی طرح ہر کلپ کے بعد سرشٹی بنتی اور بگڑتی ہے۔ بھگوان وشنو خود سورج کے روپ میں پرگٹ ہوتے ہیں۔ اس لئے سورج کی اُپاسنا (اُستیتی) ہر منشی کا کرتویہ ہے۔ یہ ایشور کا پرکشش ساکار روپ ہے۔ گیتا میں بھگوان نے سورج اور چندرما کو اپنی دو آنکھیں بتایا ہے۔ وراٹ روپ میں پرقتوی بھگوان کے پاؤں ہیں۔ چاروں اطراف (دشائیں) گویا بازو ہیں۔ بزلوک (سورگ وغیرہ) برہم ہے۔

آریہ سماج کے پرستہ دینیتا شری سوامی پر بھو اُشرت جی ہاراج نے ایک انکار کہانی قلمبند کی ہے۔ جس سے اُن کی سورج بھگوان پر شردھ پرگٹ ہوتی ہے۔

## کہانی

ایک مغرب زدہ، ساہوکار کا لڑکا روزانہ سورج نکلنے کے بعد چارپائی سے اٹھتا اور کنوئیں پر جا کر منہ سورج کی طرف کر کے دانت کرتا۔ ایک بوڑھا بزرگ جو ذاتِ برشتہ میں اُس کا دادا تھا۔ نے ایک دن اُس لڑکے کو نصیحت کی کہ۔ بیٹا! پورب کی بجائے پشیم کی طرف — دھیان کر کے دانت کرنی چاہیئے۔ نیز پیشاب وغیرہ بھی سورج، گنو، استری، براہمن، بزرگ، گویا کسی کے سامنے نہ گئے ہو کر نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ ہی پیشوؤں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرنا چاہیئے۔ (سورج کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے سے آدھے ہنر کی درد لاحق ہو جاتی ہے۔ جو کہ کئی بار ناقابلِ برداشت ہوتی ہے، اور اُس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔)

نوجوان : کہاں لکھا ہے ؟



دادا :- وید شاستروں میں -

نوجوان :- کیا کبھی وید شاستر پڑھے بھی ہیں ؟

دادا :- میں تو ان پڑھ ہوں۔ لیکن اپنے بزرگوں سے ایسا سنتا آ رہا ہوں۔ نیز شام کو پرائوں کی کتھا سنتا ہوں۔ جن سے ایسی باتیں مل جاتی ہیں۔

نوجوان :- ایسی حقہ حقہ باتوں کو آج کل کوئی نہیں مانتا۔ یہ سب گپوڑے ہیں، اور لوگوں کو ڈرانے کے لئے برہمنوں نے ایسے ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں۔

دادا :- اچھا بابا تم جانو تمہارا کام، مانو گے تو سکھی رہو گے۔ نہ مانو گے تو دکھی۔ بزرگوں کا کہنا ہم مانتے آرہے ہیں۔ اس لئے ہماری صحت بھی اچھی ہے اور من کو شانتی بھی ہے۔ تم اگر دوسری طرف متھ کر کے داتن کرلو، تو کیا حرج ہے۔ سورج دیوتا ہے۔ اس کو نمسکار ہی کرنی چاہیئے۔

نوجوان :- اس وہم پرستی کو تو ہم نے دور کرنا ہے۔ اب تو ہمیشہ ہی میں سورج کی طرت دھیان کر کے دیدہ دانستہ داتن اور پیشاب کیا کروں گا۔ تم جسے بھگوان مانتے ہو۔ ہم اُسے جرط (آگ کا گولہ) مانتے ہیں۔

نوجوان روزانہ ویسا ہی کرتا رہا۔ ایک دن ایک ودوان وکیانگ آریہ سماج کے پنڈت نے اُسے ایسا کرتے دیکھا، اور کہا کہ بیٹا! سورج بکھنے سے پہلے اٹھنا چاہیئے۔ اور داتن وغیرہ بھی سورج کے سامنے بیٹھ کر نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر ایسا کیا جاوے تو جب حلق میں داتن مارا جاتا ہے، تب آنکھوں سے پانی نکلتا ہے۔ اگر اُس سے کھلی آنکھ میں سورج کی کرن سپریش کرے۔ تو موتیا بند ہو جاتا ہے، اور ہم ہندو لوگ اس کو جاننے ہیں۔ اس لئے اپنی اولاد کو کہہ دیتے ہیں کہ ایسا کام کرنا پاپ ہے۔

تب نوجوان کی سمجھ میں آیا کہ دادا بھٹیک کہتا تھا۔ کہ پاپ ہے ۔

رسالہ اوم دہلی کا  
اگلا سالنامہ جنوری ۱۹۷۹ء  
سادھنا انک  
کے نام سے منسوب ہوگا



## سورج اپاسنا کے منتر

ہر شری ویدو یاس جی نے شری سورج ہسرنام ستوترا لکھا ہے جو کہ سنسکرت شلوکوں میں ہے۔ اور گیتا پرکاش کو دیکھو اور والوں نے چھپوایا ہے۔ سنسکرت پڑھے لکھے اصحاب ان سے منگو کر لایا جھٹھا سکتے ہیں۔ ہم یہاں بھگوان سورج کے چند آسان منتر درج کرتے ہیں اور آٹھ شلوکوں کی استی بھی درج کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ سورج بھگوان کے یہ منتر مکتی اور بھگتی دونوں دیتے والے ہیں۔ سورج بھگوان کی ارادھنا سے ودیا اور دھن دھانیہ کی پراپتی ہوتی ہے۔ در درتا (غربی) کا ناش ہوتا ہے۔ شر کے تمام روگ دور ہوتے ہیں۔

منتر نمبر ۱:- ॐ श्री विद्या किलि किलि कटकेष्ट सर्वार्थ साधनाय स्वाहा ॥  
اونگ شرینگ ودیانگ کلی کلی کلیشٹ سزواتھ سادھناے سواہا۔

منتر نمبر ۲:- ॐ श्री ह्रीं हूं हं सः सूर्याय नमः स्वाहा ॥  
اونگ شرینگ ہرینگ۔ ہراہ۔ ہنگ ساہ۔ سوریاے نمہ سواہا۔

منتر نمبر ۳:- ॐ श्री ह्रीं ह्रीं हूं ह्रीं हूं सूर्य मूर्तये स्वाहा ॥  
اونگ شرینگ۔ ہرائنگ۔ ہرینگ۔ ہرؤنگ۔ ہرؤنگ۔ ہرؤنگ۔ ہراہ۔ سورج مورتیے سواہا۔

منتر نمبر ۴:- ॐ श्री ह्रीं खं खः लोकाय सर्व मूर्तये स्वाहा ॥  
اونگ شرینگ ہرینگ کھنگ۔ کھاہ۔ لوکاے۔ سزواتھ سواہا۔

منتر نمبر ۵:- ॐ हूं मर्तिंडाय स्वाहा ॥  
اونگ ہونگ مارتنڈاے سواہا۔

منتر نمبر ۶:- ॐ नमो मगवते सूर्याय स्वाहा ॥  
اونگ نامو مگواتے سوریاے سواہا۔

منتر نمبر ۷:- ॐ सर्वात्मने सूर्याय नमः स्वाहा ॥  
اونگ سزواتھ سوریاے نمہ سواہا۔

منتر نمبر ۸:- ॐ अक्षय तेजसे नमः स्वाहा ॥  
اونگ اکھشے تیجسے نمہ سواہا۔

مندرج بالا منتروں میں سے جو آسان نظر آئے۔ اس کی پانچ مالا استنان کرنے کے بعد جاپ کرنے سے ودیا۔ دھن کی پراپتی، کاروبار میں سچھتا، شری کی ادو گیتا، سنسار میں مال اور عزت۔ گویا ہر پرکار کے سکھ ملتے ہیں۔ (باقی پھر)

ضروری } چار روپے ڈاک خرچ کی بچت کریں:- آپ اپنی میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ماہ پیشتر  
نویدین } ہی اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چار روپے کی بچت کر سکتے ہیں۔ سالانہ چندہ صرف اٹھاسی روپے ہے۔ مگر وہاں بھگوان پر چار روپے زائد دینے پڑیں گے۔  
"بیچر"



ان قلم  
پنڈت

सत्त्ववान् सावित्वकः सत्यः सत्यधर्मपरायणः ।  
अभिप्रायेः प्रियहोडहः प्रियकृत प्रीतिवर्धनः ॥ १०६ ॥

شمار نام

دشوا تھدی شاستری

ستوان ساؤ کہ : ستیہ : ستیہ دھرم پر آئینہ :  
ابھی پرایہ : پیر بار ہوا رہہ : پیر کریت پریتی وردھنہ : ۱۰۶

(مستمل)  
سلسلہ کیلئے دیکھیں پج  
صفحہ ۷۳۱-۷۳۲

۸۶۷ - ستوان :- شوریشالی اتھوا پر بھاوشالی ۸۶۸ :- ساؤ کہ - ستو گئی

۸۶۹ - ستیہ :- سجنوں کے پکش پاتی اتھوا ستیہ سرورپ

۸۷۰ - ستیہ دھرم پر آئینہ :- سچائی اور دھرم کے پکش پاتی

۸۷۱ - ابھی پرایہ :- ٹمک شولگ جن کو چاہتے ہیں - اتھوا جن میں جگت لین ہوتا ہے

۸۷۲ - پیر بار رہہ :- پیر دے ستو دینے لگیں ۸۷۳ - ارہہ :- پوجنیہ = پوجا لو گیسہ

۸۷۴ - پیر کریت :- بیکتوں کا پیر کرنے والے

۸۷۵ - پریتی وردھنہ :- پریم کو بڑھانے والے

(شلوک ۱۰۶)

برار تھنا :- (پریتی وردھنہ :-) ہے پریم تم ! آپ ہی تو پریم کو بڑھانے والے ہیں۔ پریم بھگتی کو آپ خود  
کر پا کر کے بڑھائینگے۔ وہ شدہ پریم آپ ہی کی دیا سے پراپت ہوگا۔ اگر ہم اس کے قابل نہیں ہیں تو قابل بھی تو  
آپ ہی بنانے کی کرپا کریں گے۔ ہم تو آتش باندھے بیٹھے ہیں۔

विहाय सगतिर्ज्योतिः सुरुचिर्हुतभुग चिभुः ।

रवि विरोचनः सूर्य सविता रविलोचनः ॥ १०७ ॥

وہاٹے سگتر جیوتیہ : سوروچر ہمت بھگ و بھوہ :

رور وروچنہ : سورپہ سوتا روی لوچنہ : ۱۰۷ -

۸۷۶ - وہاٹے سگتیہ :- آکاش سے گئی یعنی گن ستھان جن کا ۸۷۷ - جیوتیہ :- سویم پرکاشش روپ

۸۷۸ - سُرچیہ :- سندر پرکاش والے - اتھوا سندر اچھا دالے

۸۷۹ - ہمت بھگ :- ہون کئے ہوئے کو کھانے والے سورو دیو سوروپ ۸۸۰ - و بھوہ :- سورو دیاپک

۸۸۱ - رویہ :- پرتھوی کے راس جل کو کھینچنے والے سورج سردپ (۸۸۲) وروچنہ :- ایک روپ سے پرکاش مان

۸۸۳ - سورپہ :- شد بھا دالے - اتھوا لوگوں کو کرم میں پریرا کرنے والے سورج روپ

۸۸۴ - سوتا :- سارے جگت کو پیدا کرنے والے (۸۸۵) روی لوچنہ :- سورج جن کا تیر ہے - وراٹ روپ بھگوان (شلوک ۱۰۷)

برار تھنا :- (و بھوہ :-) ہے سورو دیاپک پر بھو ! ذرے ذرے میں (اٹو اٹو میں) مجھے درشت دینے کی کرپا کیجئے۔



अनन्तो हुतभुग् भोक्ता सुखदो मेकजोडग्रजः ।  
अनिर्विण्णः सदामर्षी लोकाधिष्ठानमदभुतः ॥ १०८ ॥

اننتو ہمت بھگ بھوکتا سکھدو نیکی جو گمراہ :

انروہ : سد امرشی لوک ادھیشٹان مند بھوتہ : - ۱۰۸ -

۸۸۶ - انشتہ : نتیقہ اور سرو دیانک ہونے کے کارن دیش - کال سے لا محدود - ارتھات جن کا کسی طرح بھی انت نہیں پایا جاسکتا۔

۸۸۷ - ہمت بھگ : ہون کے جوڑے جو وغیرہ کو کھانے والے۔

۸۸۸ - بھوکتا : بھوگیہ (بھوگی جانے والی) پر کرتی کا بھوک کرنے والے (۸۸۹)

۸۸۹ - سکھدو : پریم سکھ = موکش کو دینے والے۔ اٹھوا دکھ کو ناس کرنے والے۔

۸۹۰ - نیکی کجہ : دھرم کی رکھش کے لئے ایک بار جنم لینے والے۔

۸۹۱ - اگر فیہ : ہر نیہ گریہ روپ سے سب سے پہلے پیدا ہونے والے۔ ۸۹۲ - انروہ : نرویدہ = دکھ سے رہت

۸۹۳ - سد امرشی : ست پرشوں پر کشما کرنے والے۔ اٹھوا پاپ کے سد مخالف۔

۸۹۴ - لوک ادھیشٹانم : سارے بگت کو سہارا دینے والے۔

۸۹۵ - ادبھتہ : ادبھت شکتی والے۔ اٹھوا ادبھت سروپ والے

(شلوک ۱۰۸)

सनात् सनातनतमः कपिलः कपिरण्ययः ।

स्वस्तिदः स्वस्तिकृत् स्वस्ति स्वस्तिभुक् स्वस्ति दीक्षणा ॥ १०९ ॥

سنات سنان تمہ : کپیلہ : کپی رہیہ یہ  
سوستی وہ : سوستی کرت سوستی سوستی بھگ سوستی دکشنہ : - ۱۰۹ -

۸۹۶ - سنات : انشت کال سروپ ۸۹۷ - سنان تمہ : برہما وغیرہ سے بھی پرانے۔

۸۹۸ - کپیلہ : بڑا گنی روپ سے کپیل درن = پیلے رنگ والے۔

۸۹۹ - کپیہ : جل کو پینے والے ارتھات کرنوں کے ذریعہ جل کھینچنے والے۔ سورج روپ - اٹھوا وراہ روپ۔

۹۰۰ - اپیہ یہ : پر لے کال میں جن میں سارا بگت سما جاتا ہے۔

۹۰۱ - سوستی کرت : کلیان دینے والے۔ ۹۰۲ - سوستی کرت : کلیان کرنے والے۔

۹۰۳ - سوستی : کلیان سروپ - منگی سروپ

۹۰۴ - سوستی بھگ : کلیان کے بھوگنے والے - بھگتوں کو کلیان کا بھوگ کرانے والے۔

۹۰۵ - سوستی دکشنہ : سمرن کرنے مائر سے کلیان کرنے والے۔

(شلوک ۱۰۹)



अरौद्रः कुण्डली चक्री विक्रम्यूर्जितशासनः ।

शब्दातिगः शब्द सहः शिशिरः शर्नरीकरः ॥ ११० ॥

ارڈو درہ : کنڈلی چکری وکر میور جت شاسنہ :

شبد اتنگہ : شبد سہہ : شیشرہ : شروری کرہ : ۱۱۰ -

۹۰۶ - ارڈو درہ :- راگ دویش - پاپ وغیرہ سے رہت

۹۰۷ - کنڈلی :- شیش ناگ روپ سے کنڈلی مارے ہوئے - اتھوا کالوں میں مکر (مچھلی جیسے) کنڈل دھارن کرنے والے -

۹۰۸ - چکری :- سارے جگت کی رکشا کے لئے (من ستھوروپ) سُدرشن چکر کو دھارن کرنے والے -

۹۰۹ - وکری :- شوڑیہ شالی - بہادر

۹۱۰ - اُرچت شاسنہ :- زبردست سے وید روپ شاسن جن کا -

۹۱۱ - شبد اتنگہ :- شبد سے جن کو نہیں کہہ سکتے - وانی کی طاقت سے باہر -

۹۱۲ - شبد سہہ :- وید روپی شبد جن کا (پریتی پادن) اظہار کرتے ہیں -

۹۱۳ - شیشرہ :- دکھوں کو شانت کرنے کے کارن شانت ارڈو سرورپ (جیسے شیشل شیشر ارڈو ہوتی ہے - شانت)

۹۱۴ - شروری کرہ :- گیانیموں کے لئے سنسار کو راتری بنا دینے والے - اتھوا چنڈر روپ (شلوک ۱۱)

अक्रूरः पेशलो दक्षो दक्षिणः क्षमिणा वरः ।

विद्वत्तमो वीतभयः पुण्यश्रवण कीर्तनः ॥ १११ ॥

اکرورہ : پیش لو : دکشو دکشہ : کشمی نام ورہ :

و دوتمو : ویت بھنیہ : پنیہ شرون : کیرتنتہ : ۱۱۱ -

۹۱۵ - اکرورہ :- کرودھ رہت ۹۱۶ - پیش لہ :- کرم - من - وانی اور شریر سے سُندر

۹۱۷ - دکشہ :- شیلگر کاری - چتر ۹۱۸ - دکشہ نہ :- مہاچتر ۹۱۹ - کشمی نام ورہ :- معاف کرنے والوں میں افضل -

۹۲۰ - وودتمہ :- سب سے بڑے ودوان - سب کچھ جاننے والے -

۹۲۱ - ویت بھنیہ :- ہتھیہ مکت ہونے سے بڑ بچنے -

۹۲۲ - پنیہ شرون کیرتنتہ :- جن کے گنوں کا شرون یعنی سنا - اتھوا کیرتن کرنا پنیہ دینے والا ہے - (شلوک ۱۱)

پر ارٹھنا :-

پنیہ شرون کیرتنتہ :- ہے دیا ہے ! آپ کے پرم پوتر ناموں کا زرتتر کیرتن میرا جیہا کرتی ہے -

میرے کان سے آپ کے پرم پاون نام - شیش - گن - ورنن سننے میں لگے رہیں - اور باقی اندریاں

بھی آپ ہی کی سیوا میں لگی رہیں -



उत्तारणो वृद्धकृतिहा पुण्यो दुःस्वप्ननाशनः ।  
वीरहा रक्षणः सन्तो जीवनः पर्यवरिस्थितः ॥ ११२ ॥

آٹارنو دُش کرئی ہا پُنیو وہ سوپن ناشنہ :  
ویرہا رکشنہ : سُنٹو جیونہ : پیرپو ستنہ - ۱۱۲ -  
۹۲۲ - آٹارنہ :- سنار ساگر سے پار آٹارنے والے۔

۹۲۳ - دُش کرئی ہا :- پاپ کو ناش کرنے والے ۹۲۵ - پُنیہ :- پُنیہ دینے والے انھو اپنیہ سوروپ -

۹۲۶ - دُسوپن ناشنہ :- سمن ماتر سے خواب کے بُرے پھل کو ناش کرنے والے۔

۹۲۷ - ویرہا :- مُکسوزوں کو ملتی دے کر اُن کے انیک دُنیا دی دھندوں کو نشٹ کرنے والے۔

۹۲۸ - رکشنہ :- رکھٹ کرنے والے۔

۹۲۹ - سُنٹہ :- و دیا اور رونے (عاجزی) کے دُچار کے لئے ست پرش سروپ۔

۹۳۰ - جیونہ :- پران روپ سے سب کو زندہ رکھنے والے۔

۹۳۱ - پیرپو ستنہ :- سب جگہ دیات۔ (شلوک ۱۲)

ویرا رتھنا :- (دُس سوپن ناشنہ :-) پر بھو ! یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ سوپن کے بُرے پھل کو ناش کرنے والے ہیں۔  
یہ آواگون سنار میں تو جیو کے لئے طویل (دیر گھ بیا) دُس سوپن (بد خواب) ہی ہے۔ اس سے بھی چھکارا دلانے کی کُریا کریں۔

अमन्तरूपोऽनन्तश्रीर्जितमन्युर्ममापहः ।  
चतुररत्नो गभीरात्मा विदिशो व्यादिशो दिशः ॥ ११३ ॥

اننت روپو اننت بھری رجت من پُر بھیا پہہ ۱

چتر ستر و گھویر اتما و دُشو ویا دُشو وِشہ - ۱۱۳ -

۹۳۲ - اننت روپ :- اننت (لا تعداد) روپوں والے ۹۳۳ - اننت بھری :- بے انت شو بھا والے

۹۳۴ - جت من یوہ :- جنہوں نے کرودھ کو جیت رکھا ہے۔ ۹۳۵ - بھیا پہہ :- سنار بے کو ناش کرنے والے۔

۹۳۶ - چتر سترہ :- دانا مُصنف (نیا سے کرتا چتر) ۹۳۷ - گھویر اتما :- سنجیدہ (گہیرا) ہے سوروپ جن کا۔

۹۳۸ - وِشہ :- ادھیکاریوں کو انیک پھل دینے والے۔

۹۳۹ - ویا دُشہ :- اندر آدی کو انیک آدیش (آگیا) دینے والے۔

۹۴۰ - وِشہ :- سبھی کرم کرنے والوں کو کرم پھل دینے والے۔ انھو وید روپ سے اشارہ کرنے والے (شلوک ۱۳)

ویرا رتھنا :- ہے پر بھو ! ہماری بُدھیوں کو پُتر کیجئے جس سے ہم سدا ست کرم (سچے شہ کرم) کیا کریں۔  
سدا آپ کے پیارے بھگت بننے کا تین کرتے رہیں۔



अनादि भूर्भुवो लक्ष्मीः सुवीरो रुचिराङ्गदः ।  
जनतो जनजन्मादिर्भीमो भीमपराक्रमः ॥ ११४ ॥

انادر بھور بھو و لکشمی : سوی رو رچرا نگدہ :  
جن نو جن جینادر بھیمو بھیم پراکر مہ : ۱۱۴ -  
۹۴۱ - ناری :- جن کا آد نہیں - آغاز نہیں -

۹۴۲ - بھور بھو :- پرتوی کے بھی آشریہ (سہارا دیتے ہوئے)

۹۴۳ - لکشمی :- لکشی سوروپ - اتھوا آتم و دیا سوروپ - ۹۴۴ - سویرہ : سندر ویر  
۹۴۵ - رچرا نگدہ :- سندر انگ بھوشنوں والے - ۹۴۶ - جن نہ :- سب کو پیدا کرنے والے -

۹۴۷ - جن جنادی :- سب کے جنم کے مول کارن ۹۴۸ - بھیم :- سورج - چندر وغیرہ بھی جن سے دڑتے ہیں -  
۹۴۹ - بھیم پراکر مہ :- دیتوں (ر لکشتوں) کو بھے دینے والا ہے پراکر مہ جن کا  
(شلوک ۱۱۴)

پر ار تھنا : ناتھ ! یہ تو آپ کی اچھا ہے میرے لئے کوئی بھی ودھان کیجئے (کچھ بھی دیں سکھ چاہے دکھ اپر اتی  
کرپا تو ضرور کیجئے کہ آپ کے ہر ایک ودھان کو ٹھیک ہی سمجھا کر دیں - اس میں کبھی متوخی ، کا بھاد (اُدے)  
پیدا نہ ہوا کرے -

आधारनिलयो धाता पुरुषहासः प्रजागरः ।  
ऊर्ध्वगः सत्पथाचारः प्राणदः प्रणवः पणः ॥ ११५ ॥

آدھار نیل یو دھاتا پُشپ ہا س : پرجا گرہ :  
اُور دھوگہ : ست پتھا چارہ : پران دہ : پرنوہ : پنے : ۱۱۵ -  
۹۵۰ - آدھار نیلیہ :- آدھاروں کے آدھار یعنی آسروں کے آسروے  
۹۵۱ - دھاتا :- پرے گال میں سب پرجاؤں کو اپنے میں دھارن کرنے والے - اتھوا پی لینے والے -  
۹۵۲ - پشپ ہا سہ :- پھولوں کے کھلنے کی طرح پر پنچ روپ سے کھلے ہوئے -  
۹۵۳ - پرجا گرہ :- ہمیشہ سادھان (نتیجہ پر پدھا) ۹۵۴ - اُور دھوگہ :- سب سے اُپر موجود -  
۹۵۵ - ست پتھا چارہ :- اتم مارگ پر چلائے والے - اتھوا چلنے والے - ۹۵۶ - پران دہ :- پران دینے والے  
۹۵۷ - پرنوہ :- اونکار سوروپ - اتھوا اونکار کے واچیلے  
۹۵۸ - پنے :- سبھی ویہاروں کے کارن - اتھوا پنے کر موں کے بدلے سکھ دینے والے - (شلوک ۱۱۵)

لے تسیہ واچیکہ : پرنوہ : (ریگ درشن) پرنوہ = اونکار ایشور کا واچک ہے -



प्रमाणं प्राणनिलयः प्राणभूत प्राणजीवनः ।  
तत्त्वं तत्त्वविदेकात्मा जन्ममृत्युजरातिगः ॥ ११६ ॥

پرماتم پران نل یہ : پران بھرت پران چوہنہ :  
تنقوتم تنقو ورسے کا تما جنم مرتیو جرا تنگہ : - ۱۱۶ -

۹۵۹- پرماتم - پرمان سوروپ = گیان سوروپ

۹۶۰- پران نل یہ :- پرانوں کے آدھار - اتھوا پران = اندر یجن میں لین ہوتے ہیں - اتھوا پران = جیو جن میں لین ہوتا ہے

۹۶۱- پران بھرت :- پرانوں کا پالن کرنے - ۹۶۲- پران چوہنہ :- پرانوں کے ذریعہ زندہ رکھنے والے - اتھوا پرانوں کا جیون چلانے والے - ۹۶۳- تنقوتم - تنقو سوروپ - پرما تھ سوروپ

۹۶۴- تنقوت - تنقو کو جاننے والے ۹۶۵- ایکاتما - ایک آتم سوروپ

(شلوک ۱۱۶)

۹۶۶- جنم مرتیو جرا تنگہ :- جنم - مرن - بوڑھا پا وغیرہ تبدیلیوں (دکاروں) سے بھرت

کرار تھنا :- پر تھو ! ٹورکھ (موڑھ) پرانیوں پر دیا کیجئے - جو اپنا کلیان لا بھ خود نہیں جان رہے - اور گمراہ ہو کر بھٹک گھوم رہے ہیں - ہم سب کو سچا مارگ دکھلانے کی کرا پڑو کیجئے سہ  
نہیں ہیں کو راہ دکھلاؤ پر تھو در در ٹھو کر کھاؤں میں

भूर्भुवः स्वस्तरु स्तारः सपिता प्रपितामहः ।

यज्ञो यज्ञपतिर्यज्ञा यज्ञाङ्गो यज्ञवाहनः ॥ ११७ ॥

بھور بھوہ : سوستر ستارہ : ستا پرپیتا مہ :

یگیو یگیہ پتر یجوا یگیہ آنکو یگیہ واہنہ : - ۱۱۷ -

۹۶۷- بھور بھو سوسترہ :- بھوہ : بھوہ : سوہ : تینوں لوک سوروپ درکش اتھوا تینوں لوگوں میں درکش کی طرح دیابت ہو کر قائم - ۹۶۸- تارہ :- سنار ساگر سے تارنے والے -

۹۶۹- ستا :- سب کے پتا - ۹۷۰- پرپیتا مہ :- برہما کے بھی پتا ۹۷۱- یگیہ :- یگیہ سوروپ

۹۷۲- یگیہ پتیہ :- یگیہ کے سوامی ۹۷۳- یجوا :- یجمان سوروپ ۹۷۴- یگیہ آنکھ :- یگیہ جن کے انگ ہیں -

۹۷۵- یگیہ واہنہ :- یگیوں کو پری پورن کرنے والے (شلوک ۱۱۷)

پرار تھنا :- نا تھ ! میرا یہ جیون ایک یگیہ ہے - اس کا نرو گھن سکھ شانتی سے سمپورن ہونا محض ایک آپ پر منحصر ہے - جبکہ آپ یگیہ پری پورن کرنے والے ہیں تو اس کو بھی پورا تمہانا ہوگا - سہ  
میری بھی بہتہ جائے گی پر بھو کے گن گانے سے



यज्ञभृद् यज्ञकृद् यज्ञी यज्ञ भुग् यज्ञ साधनः ।  
यज्ञान्तकृद् यज्ञगुह्यमन्नमन्नाद् एव च ॥ ११८ ॥

یگنیہ بھرد یگنیہ کرد یگنیہ ای یگنیہ بھگ یگنیہ سادھنہ :  
یگنیہ انت کرد یگنیہ گہنیہ من منن ناد ایوج - ۱۱۸ -

- ۹۷۶ - یگنیہ بھرت - یگنیہ کے پالک - ۹۷۷ - یگنیہ کرت - سرشٹی کے آغاز میں یگنیہ کرنے والے -  
۹۷۸ - یگنیہ ای - یگیوں میں پردھان - ۹۷۹ - یگنیہ بھگ - یگیوں کو بھوکے والے -  
۹۸۰ - یگنیہ سادھنہ - یگیوں کو سبھ کر نیوالے - ۹۸۱ - یگنیہ انت کرت - یگیوں کو سمپورن کرنے والے -  
۹۸۲ - یگنیہ گہنیہ - گیان یگنیہ سوروپ - ۹۸۳ - اتم - ان سوروپ -  
۹۸۴ - انا دہ - ان کھانے والے بھوگ سوروپ (شلوک ۱۱۵)

پر ارمھتا - یگنیہ انت کرت - پر بھو ! میرے اس کرم یگنیہ کو سمپورن پہل کرنا آپ کے ہاتھ ہے۔ اب دیا کیجئے۔  
میرے سارے کرم یگنیہ کے روپ میں تبدیل ہو کر آپ کی پوجا (ارادھنا) کے انگ بن جائیں۔ کوئی کام بھی دنیاوی دانا  
سے دوست نہ رہے۔

आत्मयोनिः स्वयंजातो वैखानः सामगायनः ।  
देवकी नन्दनः स्त्रष्टा क्षितीशः पापनाशनः ॥ ११९ ॥

آتم یونی : سویم جاتو وینی کھانہ : سام گائینہ :  
دیوکی نندنہ سترشٹا کشی تبیشہ : پاپ ناشنہ : - ۱۱۹ -

- ۹۸۵ - آتم یونی ۱۰ - (جن کا دوسرا کوئی (اپاوان = مادہ) کارن نہیں -  
۹۸۶ - سویم جاتو - سویم آتین = جن کا نمبت کارن (بنانے والا) نہیں ہے -  
۹۸۷ - وینی کھانہ - وراہ روپ سے پرتھوی کو کھودنے والے - ۹۸۸ - سام گائینہ - سام دید کا گائین کرنے والے -  
۹۸۹ - دیوکی نندنہ - دیوکی پتر - بھگوان شری کرشن - ۹۹۰ - سترشٹا - سب کو پیدا کرنے والے -  
۹۹۱ - کشی تبیشہ - پرتھوی کے ایش یعنی سوامی - دشرتھ پتر شری رام بھگوان -  
۹۹۲ - پاپ ناشنہ - پاپوں کو ناش کرنے والے (شلوک ۱۱۹)

پر ارمھتا - دیوکی نندنہ - ہے دیوکی نندن شری کرشن ! ہم تو پری آشائے بیٹھے ہیں کہ آپ ہیں اس قید خانہ  
(کارا گار) سے چھڑائیں گے ہی۔ آپ تانا پنا کو چھڑانے کے لئے خود قید خانہ (جیل) میں پرگٹ ہوئے۔  
بھگت دس بھگوان ! آپ دھنیہ ہیں



शङ्खं भृन्नन्दकी चक्री शङ्खधन्वा गदाधरः ।  
स्थाङ्ग पाणि रक्षोभ्यः सर्वप्रहरणायुधः सर्वप्रहरणायुधः ॥ ३२० ॥

شنگھ بھرن سندکی چکری شازنگ دھنوا گدا دھرہ :  
رختانگ پانی رکشو بھییہ : سرو پر ہرنا یدھا : سرو پر ہرنا یدھہ : ۱۲۰ -

### اوم نمہ

۹۹۳- شنگھ بھرت :- پانچ جنیہ نامک شنگھ کو دھارن کرنے والے۔ اٹھوا اہم تتو روپ شنگھ کو دھارن کرنے والے۔  
۹۹۴- نندکی :- نندک نامی کھڑک (تلوار) کو دھارن کرنے والے۔ اٹھوا ودیا روپ کھڑک کو دھارن کرنے والے۔  
۹۹۵- چکری :- سنسار چکر جن کی آگ سے (حکم سے) چلتا ہے۔ اٹھوا من ستو روپ سدشن نامی چکر کو دھارن کرنے والے۔

۹۹۶- شازنگ دھنوا اندریہ وغیرہ۔ اٹھکار روپ وحش یا شازنگ نامی وحش کو دھارن کرنے والے۔

۹۹۷- گدا دھرہ :- بڑھی تتو روپ یا کٹوموڈکی نایک گدا کو دھارن کرنے والے۔

۹۹۸- رختانگ پانی :- رختانگ یعنی چکر ہے ہاتھ میں جن کے۔

۹۹۹- اکشو بھییہ :- کشو بھرت ۔ سدا آئند سروپ ۔

۱۰۰۰- سرو پر ہرنا یدھا :- سبھی استر شستر جن کے ہتھیار (آیدھا) ہیں۔

(اس نام کا دوبارہ آچارن کرنا نام گنا کی سماعتی سوچت کرتا ہے) (اشوک ۱۲)

### اوم نمہ

ہری اوم ت ست ۔ ہری اوم ت ست ۔ ہری اوم ت ست

इतीदं कीर्तनीयस्य केशवस्य महात्मनः ।

नाम्नां सहरत्रं दिव्यानामशेषेण प्रकीर्तितम् ॥ ३२१ ॥

य इदं शृणुयान्नित्यं यश्चापि परिकीर्त्तयेत् ।

नाशुभं प्राप्नुयात् किञ्चित् सोऽमुत्रेह च मानवः ॥ ३२२ ॥

वेदान्तगो ब्राह्मणः स्यात् क्षत्रियो विजयी भवेत् ।

वैश्यो धनसमृद्धः स्याच्छूद्रः सुखमवाप्नुयात् ॥ ३२३ ॥

== وشنو سہسر نام مہاتمیہ ==

اتی دم کیرتی بیسیہ کیشوسیہ مہاتمنہ نام نام سہسر م دو یا نام شیشین پر کیرتی تم ۱۲۱۔



یے اوم شبرنیاں بتیمیشچاپی پری کیرت ایت  
 ناشبھم پراپنویات کجھت سوامترہیہ پج مانوہ : ۱۲۲-  
 ویدانگو براہمنہ : سیات کشتریو وجیبی بھویت  
 دیشیو دھن سمرودھ : سیاچ شودرہ : سکھ نو اپنیات ۱۲۳

ایکانت کیرتنیہ پر ماتم دیو کا یہ دویہ سہسرنام : پورن روپ سے کیرتن کر سہا پت ہوا (شلوک ۱۲۱)  
 جو منشیہ اس دویہ سہسرنام : ہر روز سننا دیکر تن = پاتھ کرتا ہے۔ وہ اس لوک اور پرلوک میں ذرہ بھر بھی دکھ  
 نہیں پاتا۔  
 اس کا نتیجہ پاتھ پاشرون کرنے سے برہمن ویدانت = یعنی برہم کو پاتا ہے۔ کجھتری ویجے پاتا ہے۔ دیش دھن  
 کو پراپت کرتا ہے۔ شودر سکھ پاتا ہے۔ (شلوک ۱۲۳)

धर्मार्थं प्राप्नुयाद्धर्ममर्थार्थं चार्थमाप्नुयात् ।  
 कामानवाप्नुयात् कामी प्रजार्थं प्राप्नुयात् प्रजाः ॥ १२४ ॥  
 भक्तिमान् यः सदात्थाय शुचिस्तदगतमानसः ।  
 सहस्रं वासुदेवस्य नाम्नोमेतत्प्रकीर्तयेत् ॥ १२५ ॥  
 यशः प्राप्नोति विमलं ज्ञातिप्राधान्यमेव च ।  
 अचलां श्रियमाप्नोति श्रेयः प्राप्नोत्यनुत्तमम् ॥ १२६ ॥

دھرمارہتی پراپنیا دھرم مرتھارہتی چارٹھ ما پنیات  
 کامان واپنیات کامی پرچارہتی پراپنیات پرچارہ : ۱۲۴-  
 بھکتی مان یہ : سدوتھایہ شچی ستدگت مانسہ :  
 سہسرم واسد یوسہ نامنا مت پرکیرت ایت ۱۲۵-  
 یشہ : پراپنوی ووم لم گیاتی پردھانیہ میوتج  
 اچلام شبرہ ماپنوی شریہ : پراپنوت مینتقم ۱۲۶-

دھرم کو چاہنے والا دھرم پاتا ہے۔ ارتھ یعنی دھن کو چاہنے والا دھن پاتا ہے۔ دیگر خواہشات رکھنے والا اپنی  
 خواہشات کے مطابق پھل پاتا ہے۔ اولاد کو چاہنے والا اولاد پاتا ہے۔ (شلوک ۱۲۴)  
 جو منش ہمیشہ اعلیٰ الصبح (پرانہ کال) اٹھ کر پڑھ کر ہو گنن سے (دت چت سے) بھگوان کے اس دویہ سہسرنام کا



بھگت پروردگار کے لئے۔ وہ سنار میں زل زل میں پاتا ہے۔ اپنی جاتی میں پردھانتا پر اپت کرتا ہے۔ اور  
 چل بڑی = یعنی لکشمی کو پاتا ہے۔ اور موکش کو پر اپت کرتا ہے۔ (شکوہ ۱۲۵، ۱۲۶)

न भयं क्वचिदाप्नोति वीर्यं तेजश्च विन्दति ।  
 भवत्यरोगो धृतिमान् बलपगुणान्वितः ॥ १२६ ॥  
 रोगार्तो मुच्यते रोगात् बद्धो मुच्येत बन्धनात् ।  
 भयान्मुच्येत भीतस्तु मुच्येतापन्न आपदः ॥ १२७ ॥  
 दुर्गाध्यतितरत्याशु पुरुषः पुरुषोत्तमम् ।  
 स्तुवन्नामसहस्रेण नित्यं भक्तिसमन्वितः ॥ १२८ ॥

نہ بھیم کو چیدا پنوئی ویریم تیج وندی  
 بھوتو روگو دیوتسان بل روپ گت بونہ - ۱۲۶ -  
 روگار تو پچھے تے روگات بدھو پچھیت بندھنات  
 بھیان پٹ ایست بھیت ستو پچھیت اپن آپدہ - ۱۲۸ -  
 درگانیہ تتر تیا شو پتر شہ : پر شرو تم  
 ستونام سہرین رتیم بھگتی من وتہ - ۱۲۹ -

مے کہیں بھی پچھے نہیں ہوتا۔ تیج اور پر اکرم پر اپت ہوتا ہے۔ ہمیشہ محنت مند۔ شو بھا والا۔ بل روپ اور سب صفوں  
 گنوں کا حامل ہوتا ہے۔ (شکوہ ۱۲۷)

اس کو پانہ کرنے یا سننے سے روگی روگ سے دہت یعنی بزرگ ہو جاتا ہے۔ بندھن یعنی قید میں پڑا ہوا پرش بندھن سے چھوٹ  
 جاتا ہے۔ یعنی بھیت بڑھنے یعنی بڑھ ہو جاتا ہے۔ مصیبت زدہ بھی مصیبتوں سے چھٹکارا پا جاتا ہے۔ (شکوہ ۱۲۸)  
 بھگت پروردگار بھگت سہرنام کے ذریعہ بھگوان کی استوتی کرنے والا منش جلدی ہی شکل سے عبور ہونے والے کشتوں کو پار کر  
 لیتے۔ (شکوہ ۱۲۹)

वासुदेवाश्रयो मर्त्यो वासुदेवपरायणः ।  
 सर्वपापविशुद्धात्मा याति ब्रह्म सनातनम् ॥ १३० ॥  
 न वासुदेवभक्ता नाम शुभं विधत्ते क्वचित् ।  
 जन्म - मृत्यु - जरा - व्याधिभयं त्रेबो पजायते ॥ १३१ ॥

इमं स्तवमधीयानः श्रद्धाभक्तिसमन्वितः ।  
 युज्येतात्मसुख - शान्ति - श्री - धृति - स्मृति - कीर्तिभिः ॥ १३२ ॥



واسدیو آشریو مریو واسدیو پرائیو :  
 سرو پاپ وشدھانتا یاتی برہم سنا تسم - ۱۳۰ -  
 نہ واسدیو بھکتا نام ششم ودیتے کوچت  
 جنم مریو جہا ویادھی بھیم نیووب جایتے - ۱۳۱ -  
 ام ستوم دھی یانہ : شرودھا بھگتی سمن وتہ  
 سچ یے تا تم سکھ کشتانتی شری - دھرتی سمرتی پیرتی بھی : - ۱۳۲ -

پرماتا کا سہارا لینے والے اور پرماتا میں ہی لگے رہنے والے منش سب پاپوں سے آزاد ہو کر ستائن برہم  
 کو پراپت کرتے ہیں (شلوک ۱۳۰)  
 پرماتا کے انہی بھکتوں کو کبھی کہیں بھی دکھ نہیں ہوتا۔ اور جنم مرن اور بڑھاپا روگ وغیرہ کا بچے بھی انہیں نہیں ہوتا  
 شرودھا اور بھگتی سے اس دویہ استوترا کا پانچ کرنے سے منش کو آتم سکھ کشتانتی بکشی۔ دھرتی سمرتی اور کیرتی  
 پراپت ہوتی ہے۔ (شلوک ۱۳۲)

न क्रोधो न च मात्सर्यं न लोभो नाशुभा मतिः ।  
 भवन्ति कृतपुराणानां भक्तानां पुरुषोत्तमे ॥ १३३ ॥  
 द्यौः सचन्द्रार्कनक्षत्रा रवं दिशो भूर्महोदधिः ।  
 वासुदेवस्य वीर्येण विधृतानि महात्मनः ॥ १३४ ॥  
 ससुरा सुरगन्धर्व सयक्षोरगराक्षसम् ।  
 जगद् बभौ वर्ततेन्द कृष्णस्य सचराचरम् ॥ १३५ ॥

نہ کرودھو نہ ماتسریم نہ لوہو نہ اشجھامتی :  
 بھوتی کرت پنیا نام بھکتا نام پیر شوکتے - ۱۳۳ -  
 دینیوہ : سچندراک نکشتر اکھم دیشو بھور ہودھی :  
 واسدیو سیہ ویراعین ودھرتانی مہاتمتہ : - ۱۳۴ -  
 سسرا سرگندھروم سیکشور گراکش سم  
 جگدوشے ورت تیدم کرشن سیہ سچراچرم - ۱۳۵ -



پنڈیشالی بھگت بھگتوں کو کرودھ۔ دیش اور نہ کبھی نہیں ہوتا اور نہ کبھی ان کی بدھی و پریت (اٹھی) ہوتی ہو شلوک ۱۳۳)  
 دیو کو سورج۔ چاند اور تارے۔ آکاش۔ دشا میں اور برہموی سمندریہ سب ایشور کی طاقت سے اپنی مراد میں قائم ہیں۔ ۱۳۴  
 دیوتاؤں۔ راکششوں اور گندھروں یکیش۔ ناگ اور دیتوں سمیت یہ سارا چار چرک شری کرشن کے ہی دشمن (دشمت) قائم ہے۔ (شلوک ۱۳۵)

इन्द्रियाणि मनो बुद्धिः सत्त्वं तेजो बलं धृतिः ।  
 वासुदेवात्मकान्याहुः क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ एव च ॥ १३६ ॥  
 सर्वांगमानमाचारः प्रथमं परिकल्पते ।  
 आचारप्रभवो धर्मो धर्मस्य प्रमुरच्छ्रुतः ॥ १३७ ॥  
 ऋषयः पितरो देवा महाभूतानि धातवः ।  
 जङ्गमाजङ्गमं चेद जगन्नारायणो दमबम् ॥ १३८ ॥

اندریائی منوبدھی، ستوم، تیجو، بلم، دھرتی،  
 واسدو اتم کامنیہ اہوہ، کشتیرم کشتیرگیہ ایوچ - ۱۳۶ -  
 سرواگمانا ماچارہ، پرہتم پری کلپتے  
 آچار پرہوو دھرمو دھرمسہ پرہمہر جیستہ - ۱۳۷ -  
 ارشیہ، پتر، دیوا، مہا بھوتانی دھاتوہ،  
 جنگ ماجنگ لم پے دم جگن ناراینو دھوم - ۱۳۸ -

اندریہ۔ من۔ بدھی۔ ستوئی پر بھاد تیج۔ بل اور دھیریہ اور شریہ۔ آتایہ بھی ایشور روپ ہیں (شلوک ۱۳۶)  
 سمی شستروں میں (ست) آچار یعنی چلن و اخلاق کو مقدم مقام دیا گیا ہے۔ آچار سے دھرم پھل ہوتا ہے۔  
 دھرم کے پرہو یعنی مالک بھگوان ہیں۔ (شلوک ۱۳۷)  
 ارشی۔ پتر۔ دیوتا۔ پانچ مہا بھوت (آکاش۔ والہ۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی) اور معدنیات (دھاتوئیں) اور سب  
 چار چرکٹ نارائن سے پیدا ہوتا ہے۔ (شلوک ۱۳۸)

योगो ज्ञानं तथा संख्यं विद्याः शिल्पादि कर्म च ।  
 वेदाः शास्त्राणि विज्ञानमेतत् सर्वं जनार्दनात् ॥ १३९ ॥  
 एको विष्णुर्महदभूतं पृथग्भूतान्यनेकशः ।  
 त्रीन् लोकान् व्याप्य भूतात्मा भुङ्क्ते विश्वभुगन्यय ॥ १४० ॥



इमं स्तवं भगवतो विष्णोर्व्यसेन कीर्तितम् ।

पठेद् य इच्छेत् पुरुषः श्रेयः प्राप्तुं सुखानि च ॥ १४१ ॥

- یوگ گیانم تنہا سانکھیم ودیاہ : شلپ آدی کرم پچ  
 ۱۳۹۔ ویداہ : شاسترانی وگیان مے تت سروم بخار دنات  
 ایکو وشنو مہد بھوتم پرتھک بھوتانیہ نیک شہ  
 ۱۴۰۔ ترین لوکان ویاسیہ بھوتاتما جھکتے وشنو بھگو یہ یہ :  
 ام ستوم بھگوتو وشنور ویاسین کیرت تم  
 ۱۴۱۔ پٹھید یہ اچھیت پرتشہ : شرے یہ : پراپتم سکھانی پچ

یوگ۔ گیان اور سانکھیہ اور سب علوم و صنعت کاری (شلپ) وغیرہ کرم۔ چاروں وید اور سبھی شاستر پر مانتا سے پراپت ہوتے ہیں۔ (شلوک ۱۳۹)

سمتی روپ (کل روپ) میں یہ سارا پر پچ ایک ماتر وشنو روپ ہے۔ ایک مہان بھوت ارتھات برہم سورو پ ہے۔ ولشیٹی (حیزو) روپ میں وہ بھگوان ہی ایک روپ ہیں۔ وہ نارائن دیو ہی تینوں لوکوں میں دیاپت ہو کر پریش روپ سے سب کے بھوکتا بن رہے ہیں۔ (شلوک ۱۴۰)  
 جویش پرملکلیان = موکش و دنیاوی سکھ پراپت کرنا چاہتا ہے۔ وہ ویاس دیو سے کھن کئے ہوئے بھگوان وشنو کے اس دوویہ سہسرنام 'استوترا کانتیہ پاتھ کیا کرے۔ (شلوک ۱۴۱)

विश्वेश्वरमंजं देवं जगतः प्रभवाम्ययम् ।

भजन्ति ये पुष्टकराक्षं न ते यान्ति पराभवम् ॥ १४२ ॥

- ویشنویشورم جم دیوم جگنتے : پرتھک واپسیہ یم  
 ۱۴۲۔ بھجنتی یے یشک راکشم نہ تے یانتی پرا بھوم  
 اتی شری مہا بھارتے انوشان پرونی دان دھرے ۱۴۹ اتوا دھیا یہ :  
 شری وشنو سہسرنام ستوترا راجہ : سمپورن :

جو پرتش (منشیہ) جگت کے اپتن (پیدا) اور ناش کرنے والے اجنادیو۔ دیو۔ وشنویشور بھگوان وشنو کا بھجن کرتے ہیں۔ وہ کبھی ترسکار = دکھ نہیں پاتے۔ سمپورنات  
 ۱۴۲ (شلوک)

ہری اوم تہ ست۔ سری اوم تہ ست۔ ہری اوم تہ ست



# شری رام استنتی

(قسط دوم)

(از قلم شری منوہر لال اوہرائے)

(مترجم۔ ڈاکٹر سی۔ آر۔ تیجہ گورگل)

(سلسلہ کے بڑے دیکھیں پیرچہ ماہ مارچ ۱۹۶۸ء صفحہ نمبر ۳۱-۳۲)

انہیت کے ڈھول بابے، میرے سوئے بھاگیہ جاگے  
رام نام چیت لاگے  
میرے سوئے بھاگیہ جاگے

اندر کی جوت جلع جس کے باہر ہیں طوفان  
بگڑے ہیں انسان پیسے کی جھوٹی نشان  
بس مایا ہی پردان ہم ان سے دور بھلے  
اندر کی جوت جلع

چل رنگ محل کے اندر پٹ باہر کے سب بند کر  
دیشوں سے دھیان ٹہا کر اکھیوں کے بیج جھا کر  
شرن رام کی لے اندر کی جوت جلع  
راگھو کی کھٹا سنا کر پیارے کی لیل لگا کر  
ہردے میں اُسے بسا کر رٹ رام رام لگا کر  
بھوساگر سے ترے اندر کی جوت جلع

میں تیرے رنگ میں رنگا رام جی تیرے رنگ میں رنگا  
تو ہے سب میں دیکھوں سمجھ نہ آوے کون بڑا کون چنگا  
سندر سب سے روپ ہے تیرا سندر تیری کایا  
ہر جاتیرا نام شہادے ہر جاتیری چھایا

رام پناں میں ہوئی دیوانی رن دن کروں پیکار  
کدھربت ہو رگھو بر موسے کہاں ہے تورا دوار  
جہنم جہنم سے ڈھونڈ رہی میں تجھ کو پران آدھار  
تعبید ذرا نہ پایا تیرا مان گئی اب ہار  
بخشنا ہارا پار سوامی درس دیو اس بار  
شوکی اس پھلواری میں پھر سے آئے بہار  
لاکھوں پاپی تائے تم نے تیری گوتم نار  
چرن کسل پہ پڑی بھکارن مہر کرو داتار

رام نام چیت لاگے موہ مایا سے جاگے  
دیشوں سے دور بھاگے پاپ کرم تیاگے  
من ہری چرنوں میں لاگے میرے سوئے بھاگیہ جاگے  
رام نام بت دھیان من مندر رام بھٹاؤں  
پر بھوچون سکھ پاؤں ہر سے دھیان لگاؤں

راگھو کی چوب براہے

میرے سوئے بھاگیہ جاگے

پی رام نام کا امرت سو جانیں جن لیا اس  
اوتھت بیٹھت سمرت تن ہر لیل لگانی بس



گھر بھد میں جو پرین کئے تھے بھول نہ میرے لال  
رات دن وشویوں میں پھنسا یہ ہے مایا جال  
من کو نہ تو گدو بنا اب اس کی دُور سنبھالی  
پاپ کی گھڑی سر پر رکھ کر ہو گا تو بے حال  
سمرن رام نام کا کر لے بھی رام چندر کر پال  
جہن مرن کے پھندے چھوٹیں جب رگھو برہوئیں پال  
نام کی دھن نگا منور اپنے پرین کو پال  
راگھو جی کے رنگ میں تو ہو حبا مالا مال

میرے رام جی تم سوامی ہم داسا  
دین دیال کر پال سوامی جیا جنت کے ناتھا  
ماتا پتا سکھا اور بندھو تم ہمارے ساتھا  
سرو واپائی پر بھو ادناشی ترو گھٹ گھٹ اسا  
انترامی سب کے کرتا جگ جیوتی پرکاشا  
رام نام بخشو پر بھو میرے تم ہو پاپ فناشا  
رام نام زیت سمرن کر کے پورن ہوئے آشا  
من میں بسے رام کی مورت جیون کی اھلاشا  
اُدھت بیٹھت سوت جاگت ہمیری یہ ارداسا  
میرے رام جی تم سوامی ہم داسا

سنبھل سنبھل رہے بندے کیوں پر لوک گنوائے  
سن ہے بات سمجھنے کی کیوں موزکھ من بھرائے  
دیکھ دیکھ دیکھ سا منے مایا جال بھجائے  
وشویوں سے تو دھیان ہٹا کر رام سے لو لگائے  
بول بول بول بول بے منوا میٹھ بول ہیں بھائے  
رام پناہے باقی پھیسکی رام ہی مدھر بنائے  
سن سن سے پرانی رام کی دھن لہجائے

اندرا ابر اوپر نیچے سب جا تیری مایا  
سن منوہر ات ہے سچ ہر حبا رام دیا  
دھولے من کی میں اپنی ہے رام نام کی کنکا  
میں میرے رنگ میں رنگا رام جی تیرے رنگ میں رنگا

کچھ رام بننا نہ بھائے  
مایا کا یہ رنگ تماشا مجھ کو نہ ترساوے  
جگ کا یہ سب پاپ پلائی من کو نہ بھراوے  
جیا جنت کا دانا وہ ہی ہر حبا رام سواوے  
سرب کلا سمر تھ سوامی اپنا کھیل کھلاوے  
جہن جہن سب سا دھن کر کے بھگتی رام کی پاوے  
جس پر اس کی بخشش ہوئے اس کو آپ جیائے  
چھل کیٹ سے نیچے منوہر یہ ہیں سب چھلاوے  
من کو گر تو اتنا نرمل تا تو رام کو پاوے  
کچھ رام بننا نہ بھائے

میرے رگھو براب ہو ہے درس دکھائیو  
پھنسی موری نیا بھٹور میں اس کو پار لگائیو  
وشیوں کی ہے ندیا گہری دور ہے کتارا  
چلی ہے کام کرودھ کی آندھی ڈولت ہوئی منجھارا  
چاروں اور ہے ڈھونڈت اکھیاں دکھے نہ پریم پیارا  
موری نیا کے تم ہو کھویا پر بھو کیجو پار اتارا  
ترپت ہوں میں تو رہے درشن کو اور نہ ستائیو  
درس منوہر کی پر بھو بینی اب پریم کا بھوگ لگائیو

غفلت مت تو کر اے بندے سر پر کھڑا ہے کال  
رام نام لینے تو آیا ڈالے بہہ جنجال

## صبح اٹھتے وقت کی پرارہت

صبح ہوئی میرے راگھوجی میں چرن کل نمسکاؤں  
من کرم وچن سے شرنانت ہوں آپ کو ہی آدھاڑوں  
آپ کی اوٹ رکھوں میں من میں آپ کو سدا پتاروں  
آپ کے مارگ پر پر بھوجل کے اپنا آپ سنواروں  
جگ کے سائے دھندے کروں میں آپ کو نہیں بساؤں  
من میں رہے آپ کی مورت ہر دم رام پیکاروں  
رات کو سوتے وقت کی پرارہت

دن بیتا اب رات ہوئی من سمر پر بھوج کا نام  
ہری چرنوں میں دھیان لگا کر بول رام شری رام  
دن بھر میں جو بھول ہوئی من بچن کرم سے لے مالک  
وہ بخشو بخش ہمار پر بھو تم جگ پادن تم ہو مالک  
ہر دن بیتے پر بھو سمرن میں ہر رات رام کے چیتن میں  
ایک گھڑی نہ بسرے رام مجھے ماندھوں میں پریم کے بندھن میں  
بھوجن کرتے وقت کی پرارہت

سکل پدارتھ بھوجن پاؤں راگھوجی کے گن میں گاؤں  
شکر شکر شکر میرے آتا دین دیال کراپاں ددھاتا

## پر بھو رام کے دربار میں بیتی

تمری اوٹ میں ترے بھر سے میں تن من اپن کیجو  
داس نتیجہ کے پر بھو راگھو برچرن کسل رنج دیجو

من میں رکھ کر رام کی مورت نہایت میں کھوجا  
سمر سمر سمر منوہر گھٹ میں رام سائے  
سمرے جاؤ ات سے تک پریت کی ریت بھاجے

رکشا کرو رکشا کرو رکشا کرو رام  
شرن آئے کی رکشا کرو ادناشی سکھ دھام  
مایا آپ کی ہے مجھے ٹوٹنے کو آئی  
کام کرو وہ لوبھ موہ کو نگ ہے وہ لائی  
مد-دویش-ایرت کو دی ہے بڑائی  
پاپ کی گھٹ میں ہیں چاروں اور چھائی  
دہائی ہے دہائی رام دہائی ہے دہائی  
دہائی میرے رام جی دہائی راگھورائی  
سن لو پکار کہ دو آدھا رہے مایا جی رام  
داس منوہر کو میرے سوامی دیجو اپنا نام

میرا دم دم شری رام پکارے - رام جلا دو کوئی  
رو رو اکھیاں ہوئیں ویا کل کون کرے دلجوئی  
کوئی کہے ہو دیا تہ - کوئی کہے نہ مہوسی  
اپنے کہیں یہ ہے بیگانہ بھید نہ جانے کوئی  
من ہے گھائل اکھیاں تر میں کیسی دشا - ہوئی  
داس منوہر نے میرے پر بھو جی سندھ بڑھنے کوئی

## ضروری نویدان

آپ اپنی میعاد خیریداری ختم ہونے سے پیشتر  
ہی اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چار روپے  
28/- روپے ہے۔ مگر دی۔ پی شکوالتے پر

4/- چار روپے کی بچت کیجئے  
کی بچت کر سکتے ہیں۔ سالانہ چندہ صرف اٹھائیس  
چار روپے زائد دینے پڑیں گے۔ مینیجی



# ستیا کیا ہے؟ اصلی سکھ کہاں ہے؟

سوامی رام تیرتھ جی کا ایک پروجیکٹ

(سوامی رام نے یہ پروجیکٹ ان کے سنیاس دھارن کرنے کے بعد شرعی لکشی نارائن پلاٹ اپشاور میں دیا۔ سبھک کے پودھان شری لالہ ٹھاکر داس جی تھے۔ سال ۱۸۹۹ء تھا)

یہ یہ بندھوؤ۔ برہم سرور پامیری آتماؤ!  
آج میں نے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔ صرف اتنا بتانا ہے کہ گیتا کے تو گیارہ کے مطابق ستیا کیا ہے۔ آج کا ہر شخص اپنے آپ کو دھکی سمجھتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ اس کو ستیا کا گیارہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ستیا سے واقفیت ہی نہیں ہے۔ وہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ستیا کی راہ پر چلنے سے ہی سکھ کی پراپتی ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو سکھ سامنے دکھائی دیتا ہے، جو اندریوں کو وہ خوش کرنے والا ہے۔ وہ اس کو اصلی اور سچا سکھ مان بیٹھا ہے۔ دراصل وہ سکھ کچھ دیر کے لئے ہوتا ہے۔ وہ تھوڑا دیر رہ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے خلاف جو اصلی سکھ ہے اور جو ستیا ہے، وہ بظاہر تو دکھائی دیتا نہیں، مگر اس سکھ کا آئندہ من کے اندر ہی الوبھو ہوتا ہے۔ اس سکھ کو ہماری کوئی اندریہ محسوس نہیں کر سکتی۔ اس سکھ کو ”پرمانند“ کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے پرمانند کے سکھ کو الوبھو کر لیا ہے۔ ان کو دیگر بھی سکھ پھیلے لگتے ہیں۔ وہ اندریوں کے سکھ کے لئے نہیں بھاگتے۔ یہاں میں آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں :-

جن وقت میں لاہور کالج میں ودیا پڑھتی تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ ایک دن میں لاہور کے کسی بازار سے گزر رہا تھا۔ مجھے اچانک سامنے سے کالج کے انگریز پرنسپل صاحب آتے ہوئے راستہ میں بل گئے۔ انہوں نے مجھ سے یہ سوال کیا۔ مسٹر تیرتھ رام تم اتنے ہونہار سٹوڈنٹ ہو، اور کالج کے اونچے درجہ کے سٹوڈنٹ ہو (یہ تمام بات چیت انگریزی میں ہو رہی تھی) لیکن تم نے یہ کیا تحلیل بنایا ہوا ہے؟ میرے پاؤں کی طرف اشارہ کر کے وہ کہنے لگے :- ”تم نے ایک پاؤں میں ایک قسم کا جوتا پہن رکھا ہے اور دوسرے پاؤں میں دوسری قسم کا۔ میں نے جو کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کو ہاتھ سے پکڑ کر وہ بولے کہ اس میں تین ٹین لگے ہوئے ہیں، اور وہ الگ الگ رنگ کے ہیں۔ یہ سن کر میں کچھ مسکرایا اور اپنے پرنسپل صاحب سے دریافت کیا۔ سر ایس کیوزمی (SIR, Excuse Me.) جناب مجھے معاف فرمائیں)

کیا آپ مجھے یہ بتانے کی مہربانی کریں گے کہ کوٹ اور جوتے پہننے کا اصلی مقصد کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ پاؤں میں جوتا اس لئے پہنا جاتا ہے کہ پاؤں کسی گندگی کو چھو نہ سکے، اور کوٹ سردیوں میں جسم کو سردی سے بچانے کے لئے پہنا جاتا ہے۔ اس پر میں نے اُن سے نہایت ادب سے عرض کی۔ سر، یہ دونوں مجھے پوری طرح سے پورا کام دے رہے ہیں۔ میں نے اُن سے پھر عرض کیا۔ میں اپنی اندریوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی طرف دھیان دیتا ہوں۔ لیکن میں ان کی بڑھتی ہوئی خواہشات کو پورا کرنے کی طرف مطلق دھیان نہیں دیتا۔ یہ اندریاں تو ہر وقت مجبور کرتی ہیں، کہ بڑھیا سے بڑھیا جوتا ہوا اعلیٰ سے اعلیٰ لباس ہو۔ اندریوں کی ایسی اچھاٹیں انسان کو پاگل بنا دیتی ہیں۔ لیکن میں ان کے ہمنے میں اگر پاگل بننے والا نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ تو مجبور کرتی ہیں کہ ان کی خواہش کو پورا کرو۔ خواہ اس کے لئے تمہیں چوری کرنا پڑے یا ادھار لینا پڑے۔

جو لوگ اندریوں کی خواہش پورا کرنے کے لئے ڈوڑتے ہیں، اُن کو استیہ مارگ پر چلنا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو یہ پہلے جانتا ہو گا کہ استیہ کیا ہے، اور استیہ کیا ہے۔ اُمید ہے میری اس چھوٹی سی مثال سے آپ میرا منشا اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔

**انش**۔ اب رہا آند۔ بھگوان سکھ سو روپ۔ آند سو روپ ہیں۔ پریم میں آند چھپا ہوا ہے۔ سوارتھ میں راگ اور راگ میں دلش چھپا ہوا ہے۔ جہاں پریم میں شانتی ہے، وہاں راگ میں آشتی ہے۔ جہاں پریم کے رونے میں آند ہے وہاں راگ سہت ہنسنے میں بھی خطرہ اور خوف ہے۔ پریم کی کلپتا میں بھی آند ہے، اور راگ کی چرچا میں بھی آشتی اور بے چینی ہے۔

Love is God And God is Love

ایشور کا پریم ایشور نہیں، شہ پریم ایشور کا سو روپ ہے۔ یہ تمام جگت شہ جیتن پریم سو روپ ایشور سے بندھا ہوا ہے۔ گوپیوں کا بھگوان سے پریم تھا۔ مالیشودھا کا بھگوان سے پریم تھا۔ گوپیوں کے پریم میں موہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے انہیں تمام جگت کرشن منے دکھائی دیتا تھا۔ ایشور کی ہستی سرو دیپاک ہے۔ موکش پر اپت کرنے کے سادھنوں میں بھگتی ہی سب سادھنوں سے اعلیٰ ہے۔ اس لئے بھگتی کو ہی پہلا درجہ دیا گیا ہے۔ جیو دو را اپنے نیشہ، شہ، ستیہ سو روپ کے کھوج کرتے رہتا ہی بھگتی ہے۔ ویدانت کے مطابق بھی سو روپ کا انو بھو کرنا ہی بھگتی ہے۔ اور بھگتی کا مقصد بھگوان کو پر اپت کرنا ہی بھگتی کا چریم لکشیہ اور پھل ہے۔ اصل میں دونوں کا لکشیہ ایک ہی ہے۔ اس وجہ سے میں گو سوامی تلسی داس جی نے رامائن میں ایک جگہ بہت سندر لکھا ہے۔

ज्ञानहि भक्तिहि नहि कहु भेदा । उभय हरहि भव संभव खेदा ॥



یہ جیو بھگوان سے پھڑکھڑکنے سنسار کے مایا خیال میں اتنا الجھ جاتا ہے کہ اسے اس کا دھیان ہی نہیں رہتا۔ اور بھگوان بھی کرموں کے مطابق جیو کو اس مایا کے بندھن میں باندھ دیتے ہیں جس سادھک پر بھگوان کی کمر پاب ہو جاتی ہے، اسے ہی وہ اپنے پاس بلاتا ہے۔ باقی سنسار کا چکر اپنی گنتی کے مطابق چلتا ہی رہتا ہے۔

**آتم گیان :-** جب تک انسان اپنے آپ میں سخت پرمت پتا پر ماتما کو پہچان نہیں لیتا۔ تنگ سنسار سے اس کا سمبندھ ٹوٹنا ناممکن ہے، اور جب تک سنسار کے ساتھ اس کا لگاؤ تیار رہتا ہے، تب تک سنسار کے موہ سے پیدا ہونے والے دکھ سے چھٹکارا پانا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ موہ کا دکھ کے ساتھ گہرا سمبندھ ہے۔ جیسا کہ گوسوامی تلسی داس جی نے رامائن میں لکھا ہے :-

गोह सकल त्यधिन कर मूला ।

तेहि ते पुनि उपजहि सब सूला ॥

کہنے کا مطلب یہ ہے، کہ اس سنسار میں موہ ہی سب دکھوں کا مول کارن ہے، اور اس موہ سے سادھک کو کبھی نجات مل سکتی ہے، جب وہ اپنی آتما میں سخت سرو ویاپی پر ماتما کو پہچان لیتا ہے۔ تب اس کو شوک موہ آدی ویا دھیاں چھوٹ نک نہیں سکنیں۔ کیونکہ اس نے اس ودیر جیوٹی کا پرکاش پالیا ہے۔ جس سے سنسار سے پیدا ہونے والے اندھیرے کا ناش ہو چکا ہے۔ اب وہ سنسار میں رہ کر بھی سنسار سے اس طرح الگ رہتا ہے، جیسے جل سے پیدا ہونے والا کل جل سے دور رہتا ہے۔

اس اوستھا میں اگر سادھک کو تمام سنسار ایشورگی ستنا سے یکت بھاستا ہے۔ اسے ہر جہت میں پر ماتما کے ہی درشن ہوتے ہیں۔ پھر وہ کس سے پریم کرے، اور کس سے دولیش کرے؟ اس کے پریم کا خزانہ تو ذرہ ذرہ میں سمایا ہوا ہے۔ جس طرح اگر کوئی شخص شیشوں کے ٹکڑوں میں ایک ساتھ دیکھنے اسے ہر ٹکڑا میں اپنا آپ ہی نظر آتا ہے۔ اس طرح وہ ایک ہو کر بھی انیک میں دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے وہ کس کو اپنا کہے اور کسے پرایا کہے؟ ایسے ہی سب جگہ میری (آتما) اور میں (پر ماتما) کا پھیلاؤ ہی نظر آتا ہے۔ اسی کی شکتی سے تمام دنیا کا کام چل رہا ہے۔ اور وہ میری میں ہی میں (پر ماتما) ہے۔

من میں پردہ سا بنا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
نہ دل میں تیرا خط تھا مجھے معلوم نہ تھا  
تو مجھے ڈھونڈتا پھرتا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
دونوں علت سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
میں اپنے آپ پر عاشق تھا مجھے معلوم نہ تھا

تن میں میں ما تو چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
میں نے ڈھونڈتا تھا کتابوں میں اور قرآن میں  
کہتے کو میں تجھے ڈھونڈتا پھرتا تھا مگر  
نہ میں بندہ نہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
میں آپ ہی آپ ہوں طالب مطلوب ہے کون؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ طالب اپنے آپ میں مطلوب کو پا کر آئندہ موصوفہ ہوا ٹھکتا ہے، اور خوشی سے جھوم جھوم کر کہنے لگتا ہے :- ہے پر ماتما، تو میرے شری میں ہی ستمت تھا۔ مجھے اس کا مطلق علم نہ تھا۔ کیونکہ میں پر بھرم روپی پر وہ چھا جانے کی وجہ سے میں نے تجھ کو اپنے سے الگ مان لیا تھا۔ اس کا دن ہی میں تجھے کتابوں میں، قرآن میں دھونڈھتا پھرتا تھا۔ مگر آتم گیان ہو جانے پر مجھے تیری ستمتی کا صحیح گیان ہو گیا۔ کہ تو تو میرے ہر دیر میں ہی لو اس کرتا ہے۔ میں بھرم سے تجھے مندر اور مسجد میں دھونڈھتا پھرتا تھا۔ لیکن مجھے اس بات کا رتی بھر پتہ نہ تھا کہ تو بھی مجھے اپنا پتہ لینے کے لئے بیچین ہے۔ یعنی آتم گیان ہوتے ہی آتما کا پر ماتما سے سمبندھ صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔

گیتا میں بھگوان شری کرشن جی نے بتایا ہے کہ پاپ رت یوگی لگاتار آتما کو پر ماتما کے چتین میں دکاتا ہوا سکھ پوروک پر برہم پر ماتما کی پراپتی کے آئندہ کا اٹھو کر تارہتا ہے۔ اور ارجن کو آتم گیان کے متعلق بتاتے ہوئے بھگوان شری کرشن فرماتے ہیں کہ ہے ارجن۔ سب میں ویاپت انت چتین میں ایک بھاو سے ستمت روپ یوگ سے یکت آتما والا اور سب کو سمتا کے بھاونا سے دیکھنے والا یوگی آتما کو تمام دنیا میں اس طرح دیکھتا ہے جیسے تمام برت میں جل موجود رہتا ہے۔ کیونکہ جل برف سے جدا نہیں ہے۔ ایسے ہی آتم گیانی اس سنسار کو سوپن (خواب) سے جاگے ہوئے شخص کی طرح سنکلیپ کے ادھار پر دیکھتا ہے۔ یعنی وہ سبھی جیوؤں کو انت چتین آتما میں موجود دیکھتا ہے۔ اُس کی نگاہ میں پر ماتما کا آتش آتما سر و پانی ہے۔ وہ سنسار میں الگ الگ طرح سے دکھائی دیتی ہے۔ تو بھی وہ ایک ہی آتشی کا آتش ہے۔ جو منشیہ آتم سو روپ مجھ کو سبھی پرانیوں میں ستمت دیکھتا ہے۔ اُس کے لئے میں اُس سے جدا نہیں ہوں۔ اور نہ ہی وہ مجھ سے الگ ہے۔ اس طرح جو شخص مجھ کو تمام پرانیوں میں موجود مان کر ایک بھاو سے میری آپاسنا کرتا ہے۔ وہ یوگی تمام کاریوں کو کرتا ہوا بھی میرا جاپ کرتا ہے، وہ میرے لئے ہی سب کچھ کرتا ہے۔ کیونکہ اُس کے اٹھو میں میرے سوائے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ ہے ارجن! جو سادھک سنسار کے سبھی پرانیوں کو اپنے سمان ہی سمجھتا ہے، اور دکھ سکھ میں سم بھاو سے رہتا ہے۔ یعنی دکھ کی حالت میں دکھ کا اور سکھ کی حالت میں سکھ کا اٹھو نہ کر کے اور دونوں حالتوں میں بھگوان کی دین مان کر خوشی سے قبول کرتا ہے، وہی سب سے اونچے درجے کا یوگی ہے۔ اُس نے آتم گیان پراپت کر کے آتما، پر ماتما کے بھید کو سمجھ لیا ہے۔ اس وجہ کا آتم گیانی سنسار میں رہ کر سبھی کاموں کو سرا انجام دیتا ہوا بھی دنیا سے الگ ہے۔

**لکشیہ پر یورتن (مقصد میں تبدیلی)** منشیہ سنسار میں اگر اپنے حقیقی مقصد کو فراموش کر دیتا ہے، اور مودہ کے بندھن میں اس طرح

الجھ جاتا ہے کہ وہ سنسار کی پراپتی کو ہی انسان کے جیون کا لکشیہ مان کر ہمیشہ سکھ دکھ کے تھپیڑے



کھایا کرتا ہے۔ وہ کبھی اوپر کی اور کبھی نیچے کی یونیوں میں رہ کر عجم مرن کے قہقہے سہنتا ہے۔ لیکن جب کبھی ایشور کی جہان کرپا سے اُس کا کسی جہان آتما سے سمبندھ جڑ جاتا ہے، اور اُس کی مدد سے وہ بھگوان کی پراپتی کا راستہ دیکھ لیتا ہے۔ تو اُس کا مانو شریر ہی پھل ہو جاتا ہے۔ اور تب سادھ اپنے جیون میں پرماتما کی پراپتی کو ہی اپنا اصلی مقصد مان لیتا ہے۔ یہی اصلیت ہے۔ کیونکہ یہ آتما سنسار میں تب تک مختلف جسم دھارن کر کے بھٹکتی رہتی ہے۔ جب تک کہ اُسے اپنا اُلشی (پرما تما) مل نہیں جاتا۔ اس لئے اپنے جیون کے لکشیہ میں پریورتن آنے سے ہی منشیہ کا جیون پھل ہو جاتا ہے۔

انسان جو بڑے کام اپنی زندگی میں کر سکتا ہے، اور کمر لہا ہے۔ انہی کاموں کا لکشیہ پریورتن کرنے میں لگ جائے تو اُس کا منشیہ جیون پھل ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو کام اپنے مان کر کرتا ہے، اُن کو بھگوان کے ارپن کرنا شروع کر دے، تو بھگوان کی پراپتی میں دیر نہ لگے گی۔ ارجن کو سمجھاتے ہوئے بھگوان شری کرشن نے کہا ہے۔ بے ارجن! تو مجھ میں اپنے من کو لگا دے، اور اپنی بدھتی کو بھی مجھ میں ہی لگا دے، تو اس کے بعد تو مجھ میں ہی نو اس کر کے میرے دھام کو پراپت کرے گا۔ یہ بات یقینی اور اٹل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ منشیہ کو اپنے جیون کو پھل بنانے کے لئے سنسار کا موہ بندھن توڑنا ہوگا۔ یعنی سنسار کے بھی کاموں کو نشکام بھاو سے بھگوان کے لئے ہی کرنے سے اُس کا ادھار ہو سکتا ہے۔

ایک سیٹھ کا منیم اپنے پاس کمرڑوں روپے رکھتا ہے۔ اور اُن کا لین دین کرتا ہے۔ وہ روپوں کی پوری حفاظت بھی کرتا ہے۔ لیکن وہ کسی کو رقم دے کر دکھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ تمام دولت اس کے مالک کی ہے۔ اسی وجہ سے دولت میں رہ کر بھی اُسے اُس سے موہ نہیں ہوتا۔ اس کے خلاف اُس دولت کا سوامی خواہ اُس سے کتنا دُور رہے، اُس سے لگاؤ رکھتا ہے۔ اُسے ہر وقت دھن کی چنتا رہتی ہے۔ اگر منافع ہوتا ہے تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا، اور اگر کہیں نقصان ہوتا جائے، تو اُس کے دکھ کا کہنا ہی کیا ہے۔ کیونکہ وہ دھن اُس کا ہی ہے۔

**سکھ کا ساتھی سکل جگ** — یہ سنسار سکھ کا ساتھی ہے، دکھ کا نہیں۔ جب انسان خوش ہوتا ہے، تو تمام دُنیا اُس کی خوشی میں شریک ہوتی ہے۔ لیکن دکھ کا سایہ دیکھتے ہی سب اُس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ سب خوشی کے ساتھی ہیں۔ پرم پیتا پرما تما کا نام سچدا نند (ست، چت، آند) ہے۔ بس یہی ستیہ ہے، اور یہ جگت استیہ ہے۔ یہ ناش وان ہے، اور ہر لمحہ بدلتا رہتا ہے۔ چو سرت بھی ہے اور چپتین بھی۔ لیکن اسکو پرما نند کی اُو بھوتی نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے اسے چوکھا جاتا ہے۔ چو اُسے کہتے ہیں، جو بایا کے کارن پر ہم سے جدا ہو گیا ہو۔ اس لئے جب آند کی کمی دور ہو جائے گی، تو تمام دُنیا منشیہ کا ساتھی بن چلائے گی۔

لیکن جب یہ آئند اُس کا ساتھ چھوڑ دے گا، تو یہ سنسار پھر اُس کا ساتھ چھوڑ دے گا۔ یہ سنسار آئند سو روپ پر ماتما کا ساتھی ہے۔ جیو کا نہیں۔ اپنی آتما سے ہی پریم کرنے والا۔ اپنے آپ سے بہت (Atma) رہنے والا اور آتما میں ہی مستش (Santosh) رہنے والا ہونا چاہیئے۔ ایسے پرش کے لئے گیتا میں کسی طرح کا کر تو یہ پالن کرنا نہیں بتایا گیا ہے۔ کیونکہ جو اپنے آپ سے مطمئن (Santosh) ہے، اُسے سنسار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ دنیا تو مایا جال میں پھنسے ہوئے جیو کے لئے ہی ہے۔ اپنی آتما میں ہی گیان کا الو بھوکہ کرنے والا پرش سجدہ مند پر ماتما میں ایک بھاؤ سے مستش ہوا سانکھ یوگی شاستی کو پراپت کرتا ہے۔ کہنے کا منشا یہ ہے، کہ جس نے اپنی آتما کو آئند سو روپ پر ماتما میں ایک بھاؤ سے ستھر کر لیا ہے، اُس کے لئے دکھ نام کی کوئی چیز نہیں رہتی، اور اُسے ہر جگہ سکھ ہی سکھ پراپت ہوتا ہے لیکن جو خود اس آئند سے محروم ہے۔ اُس کی اس دکھ سے بھری حالت میں سنسار بھی اُس کا ساتھ نہیں دیتا۔ کیونکہ دنیا تو سکھ کی ساتھی ہے، دکھ کی نہیں ہے گیانی مالو! تو نے بھگوان کے بتائے ہوئے سنسار کے ساتھ تو کئی رشتے قائم کر رکھے ہیں۔ لیکن کیا تو نے اُس پر م پتا پر ماتما (شری کرشن) کے ساتھ بھی کوئی رشتہ تسلیم کیا ہے؟ جو

جو نہی کرشن کا نام سوامی جی کی زبان پر آیا، اُن کا گلارک گیا، اور اُن پر ایسی حالت طاری ہو گئی، جیسے کہ اُن کو بیہوشی آ رہی ہو۔ بیٹھے کچھ لوگوں نے اُن کو کندھوں سے تھام کر وہاں گدے پر قریب پڑے ہوئے کاؤتکیر کے سہارے بٹھا دیا۔ ابھی تو اُن کا پروچن آگے بڑھنا تھا، مگر اُن کو مورچھا میں دیکھ کر اُس سبھا کے پروھان لالہ ٹھا کر داس نے یہی مناسب سمجھا کہ سبھا کی کارروائی بند کر دی جائے۔

یہ اعلان کرنے سے پہلے انہوں نے کچھ باتیں حاضرین کو سنائیں۔ پہلی بات تو یہ تھی، کہ غالباً اب سوامی جی اپنا بھاشن جاری نہ رکھ سکیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو یہ بتایا کہ سوامی جی نے کب سنیاں دھارن کیا، اور کن حالات میں اس کا فیصلہ کیا۔

سوامی رام نے کالج کی پروفیسری کیوں چھوڑی؟ (یہ بات شری امین چیتہ جی آئند پشاور نے بیان کی ہے۔)

شری آئند کی عمر اس وقت تین سو سال کے قریب ہے، اور وہ دلی میں ہی مقیم ہیں۔ وہ اس سبھا میں خود حاضر تھے، اور انہوں نے سوامی جی کے پروچن کو ٹوٹ کیا۔ اتنی لمبی عمر ہونے پر بھی شری امین چند جی دماغی طور پر بہت چست ہیں۔ سوامی جی کا ذکر کرتے ہوئے بسا اوقات اُن کے فیتروں سے گنگا جمنکا دھارا بہنے لگتی ہے۔ اُن پر سوامی رام کی فضیلت اور آتمک شکتی کا گہرا اثر ہوا ہے۔ جو کہ آج کل بھی اُن کی زبانی باتیں سننے سے ظاہر ہوتا ہے۔



اپریل ۱۹۷۸ء

شری آنند نے اُس سمجھا میں جو کچھ سنا، اُسے بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔ کہ  
 سوامی جی اپنے مکان کے کمرہ میں بیٹھ کر ہر روز سماجی میں چلے جاتے تھے، اور کئی گھنٹے اِس حالت  
 میں رہتے۔ جس دن انہوں نے پروفیسر سے استعفیٰ ہونے کا فیصلہ کیا۔ اُس دن بھی وہ صبح چھ بجے سماجی  
 میں بیٹھے۔ اُن کا بھگوان شری کرشن سے وارنٹالاپ ہوا کرتا تھا۔ اُس دن سماجی دوپہر بارہ بجے کے قریب  
 کھلنے پر انہوں نے کالج جانے کی بابت سوچا۔ دیر ہو جانے پر بھی انہوں نے کہا کہ جو بھی ہوگا دیکھا جائے  
 گا۔ میں کالج ضرور جاؤں گا۔ تیار ہو کر وہ کالج پہنچے، اور سب سے پہلے دفتر میں اپنی حاضری لگانے کے  
 لئے حاضر ہوئے۔ کلرک سے انہوں نے رجسٹر مانگا۔ تاکہ وہ اپنے پہنچنے کا وقت اپنے دستخط سمیت نوٹ کر  
 دیں۔ کلرک نے بڑی حیرانی سے اُن کی طرف دیکھ کر کہا۔ پروفیسر صاحب۔ آپ تو صبح حاضری لگا گئے ہیں۔  
 اب دوبارہ کس لئے رجسٹر مانگ رہے ہیں۔ پروفیسر تیرتھ رام کو بھی یہ سن کر حیرانی ہوئی۔ مگر انہوں نے سمجھا  
 کہ شاید کلرک اُن سے مذاق کر رہا ہے۔ اس لئے رجسٹر دوبارہ مانگا۔ اتنے میں کسی کام سے کالج کے انگریز  
 پرنسپل کلرک کے کمرہ میں آئے۔ پروفیسر صاحب کے آداب کا جواب دیتے ہوئے پرنسپل صاحب بولے۔  
 مسٹر رام تیرتھ آج آپ نے میتھمیٹکس (MATHEMATIC) (ریاضی) میں سٹوڈنٹس کو کیا پڑھایا ہے کہ لڑکے  
 بہت خوش نظر آتے ہیں، اور آپ کی بہت تعریف کر رہے ہیں۔ پرنسپل صاحب تو یہ کہہ کر چلے گئے۔ مگر پروفیسر  
 تیرتھ رام ششدر رہ گئے۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے کلرک سے کہا۔ کہ یار ذرا رجسٹر تو دیکھاؤ۔ میں  
 دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے دستخط کون کر گیا ہے۔ جونہی انہوں نے اُس صفحہ کو الٹ کر دیکھا، تو وہاں اُن  
 کے دستخط ہی نہیں، بلکہ وقت بھی درج پایا گیا۔ اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بہہ نکلی، اور کچھ آنسو جیسے  
 پر بھی گرے، اور وہ صفحہ گھلا ہو گیا۔ اُن کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا کلرک یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ وہ  
 اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکا اور بولا۔ مسٹر تیرتھ رام۔ آپ آبدیدہ کیوں ہو رہے ہیں۔ جواب ملا۔ بھئی یہ یار  
 یار کی باتیں ہیں۔ (انہیں پرودہ میں رہتے دو۔ تم اسے جان کر کیا کرو گے؟)

Period attend

یہ وہی نٹ کھٹ کرشن ہے، جو میری جگہ یہاں اگر میری طرح دستخط کر گیا، اور کلاس کا پیر پرائینڈ  
 کر گیا۔ کلرک بولا۔ کیا وہ کوئی بیروپا تھا؟ اُس نے آپ کی طرح کپڑے پہن رکھے تھے۔ یہاں رجسٹر کھلا پڑا  
 تھا۔ اُس نے آتے ہی اِس میں دستخط کر دیئے۔ اُس کی شکل ہو جو آپ جیسی تھی۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ کیا آپ  
 تو نہیں تھے؟ پروفیسر صاحب نے کہا کہ وہ کون تھا۔ اِس بات کو جانے دو۔ مجھے ایک کورا کاغذ اور پین دے  
 دو۔ ملنے پر تیرتھ رام جی نے وہیں بیٹھ کر اپنا استغفہ لکھ کر کلرک کے ہاتھ میں دے دیا۔ اُسے پڑھ کر کلرک  
 بڑا پریشان ہوا، اور بولا۔ یہ کیا؟ جواب ملا، سب ٹھیک ہے۔ اِس معاملہ کو ٹھیک طرح نہ سمجھتا ہوا  
 کلرک پروفیسر صاحب کے ساتھ وہ استغفہ لئے ہوئے پرنسپل صاحب کے کمرہ میں داخل ہوا۔ استغفہ  
 پرنسپل صاحب کی میز پر رکھ دیا گیا۔ پروفیسر تیرتھ رام کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے انگریز

پرنسپل نے اُسے غور سے پڑھا اور بڑی حیرانی سے کہا۔ مسٹر تیرتھ رام، کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ لوگوں کو تو لوکری بلتی تھیں، اور تم اتنی اچھی لوکری کو چھوڑ جا رہے ہو۔ ویہی بیڈ (VERY BAD) تیرتھ رام جی نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ دُنیا مجھ کو پاگل ہی کہے گی۔ اب میں اپنی لوکری چھوڑ کر اُس کی (اوپر کی طرف اشارہ کر کے) لوکری کرنے جا رہا ہوں۔ اس بات کو نہ سمجھ کر پرنسپل صاحب نے کہا کہ مجھے ٹھیک طرح سمجھائیے۔ ریاضی کے پروفیسر تیرتھ رام بولے۔ سر آپ نے لارڈ کرشن کا نام سُنا ہوگا۔ اب میں اُس کی لوکری کرنے جا رہا ہوں، کیونکہ وہ میری جگہ اُکھ لوکری دے گئے ہیں۔ اس لئے اب اُن میں اور مجھ میں کوئی بھید نہیں رہا ہے۔ اس پر بھی پرنسپل صاحب نے اُن کو آدھ گھنٹہ تک سمجھایا تاہم اور جی شکر اتے ہوئے اُٹھے اور انہیں آداب بجا کر کمرہ سے باہر نکل گئے۔ کلرک اُن کے پیچھے بھاگا آیا اور اُن کو آواز دی۔ وہ رُک گئے۔ قریب آکر کلرک بولا۔ مسٹر تیرتھ رام، آپ اپنی تنخواہ کا حساب کرنے کب آؤ گے۔ جواب ملا۔ مجھے کوئی تنخواہ نہیں چاہیے۔ میرا جو کچھ حساب نکلتا ہو، اُس سے بالکل غریب طلباء کی مدد کر دیں۔ اس کے بعد انہوں نے کلرک سے ہاتھ بلایا، اور کہا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو، تو معاف کرنا۔ یہ کہہ کر وہ کالج سے باہر چلے گئے۔

یہ واقعہ سُنانے کے بعد لالہ ٹھاکر داس جی نے سمجھا برخاست کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے سوامی جی کو اپنی گاڑی میں بٹھایا، اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس وقت لوگوں کی بھیڑ سوامی جی کی گاڑی کی طرف اُٹ پڑی اور بھگوان کرشن کی جے۔ "سوامی رام تیرتھ کی جے" کے نعرے لگاتے شروع کر دیے۔ گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ دوسرے دن شری آنند سوامی جی کے درشن کرنے کے لئے لالہ ٹھاکر داس کے مکان پر پہنچے۔ وہاں انہیں بتایا گیا کہ وہ کل رات کو ہی فیض آباد چلے گئے ہیں۔ شری آنند نے لالہ ٹھاکر داس جی لاہور سنان دھرم سمجھا کے سیکرٹری اور اُس جگہ موجود چند اصحاب کو یہ سجاؤ دیا، کہ کچھ لوگ کالج کے پرنسپل صاحب سے مل کر اُن سے وہ صفحہ لینے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ جس پر سوامی جی کے دستخط کیے گئے تھے۔ سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا، اور ہر قیمت پر اُسے حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ کچھ اصحاب پرنسپل صاحب سے ملے اور اُن سے درخواست کی۔ اپنے اصول اور ضبط کے لئے مشہور پرنسپل مذکور نے رجسٹر ہاؤزی یا اُس کا خاص صفحہ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ کالج کا ریکارڈ تھا۔ جب سب یسند ہوئے، تو انہوں نے ان کی اس درخواست کو بھی نامنظور کر دیا، کہ کم از کم وہ صفحہ انہیں دیکھا دیا جائے۔ اس پر سب مایوس ہو کر واپس آئے۔

نوٹ:- یہ لیکچر ۹۹ سالہ لالہ امین چند آنند پشاور سی نے خود نوٹ کیا۔ جس کو اب شری بھارت بندھو سیکرٹری سوامی رام تیرتھ مشن رجسٹرڈ I-E/16 سوامی رام تیرتھ نگر۔ نئی دہلی 110055، نے قلمبند کر کے رسالہ "آدم" دہلی میں اشاعت کے لئے ارسال کیا۔ دھنیہ واد۔ (ایڈیٹر)



# گیتا سنا سنا کر

از — شری خلیق صاحب پڑھانوی

مدہوش سا بنادے مُستی پلا پلا کر  
دل لے لیا ہے میرا مُری بجا بجا کر  
اوارِ حق کا جلوہ ہم کو دکھا دکھا کر  
سب راز کھول ڈالے گیتا سنا سنا کر  
رکھا ہے یاد لیکن تُو نے بھلا بھلا کر  
برسایا رحمتوں کو ہم کو جھکا جھکا کر  
گوکل میں کس لیلِا تُو نے چار چار کر  
اک راز ہے بتایا تُو نے جگا جگا کر  
وحدت کے چار سو ہی چشمے بہا بہا کر  
لائے تھے تم جو موہن! ناکھن چراچرا کر  
سب رنج و غم مٹا دے مُری بجا بجا کر  
وحدت کے جام رنگیں ساقی پلا پلا کر

تب لطف ہے کہ ساقی مجھ کو منا منا کر  
اس شام پر تصدق اس کرشن پر نہیں قرباں  
تا بندہ کر دیا ہے ہر رُوح اور دل کو  
دُنیا کے ہاؤ ہو سے آگاہ کر دیا ہے  
شرمندہ ہو رہا ہوں، تزدانی پھگون  
پیغامِ عشرتوں کی حامل ہے تیری بنسی  
حیران کر دیا ہے متھرا کے باسیوں کو  
ہر شب کی خامشی میں سُنتا ہوں تیرے نغمے  
الحاد سے جہاں کو آبِ پاک کر دے گردھر  
کچھ دے تو اس سے حصہ ہم بھی پہنکے تیرے  
انیاٹے دہر کا ہے اک دل تو از تُو ہی  
دُنیا و دین سے بالکل بیگانہ کر دے مجھ کو

آؤ خلیق سب کو اک بار پھر ملا دو

اتحاد و اشتی کا گانا سنا سنا کر

# کرم کا کرنا (فاعل) کون ہے

از قلم پُندت زبید زاتھ شرمائے زبید سب انسپکٹر پولیس سنگھ

(8-10 جی جی گیتا ۱۱) सर्वं प्रवर्तते । ॥ सर्वस्य प्रभवो मत्तः ।

برہم کی تشبیہ (گیتا ۱۴-۲۷) بھگوان شری کرشن فرماتے ہیں کہ میں واسودیوی تمام سرشتی کو آئین کر لے گا کارن ہوں۔ ہر حرکت مجھ سے ہی ہوتی ہے۔ آگے بھگوان ادھیائے ۱۸ شلوک ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ بیشور ہر ذی جان کے ہر ذریعہ میں موجود رہ کر اس کو مایا کے چکر پر گھماتا ہے۔ وغیرہ

سامودید کے کین آپنشد میں ایک کھٹا آتی ہے کہ ایک مرتبہ دیوتاؤں نے اُسروں کو جنگ میں بہرا کر فتح حاصل کی۔ اُن کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہو گیا۔ بھگوان کسی کے غرور کو برداشت نہیں کرتے۔ اُن کا نام گرب پرہاری ہے۔ اتھاس و پیراں ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں کہ جو نہی کسی کا غرور انتہا کو پہنچا۔ پرمانا نے اُس کو بٹی میں بلا دیا۔ مثال کے طور پر راون، درلودھن آدی۔ جتنا بچہ دیوتاؤں کے غرور کو توڑنے کے لئے پرمانا ایک عجیب حیران کن یکیش کے روپ میں خلا میں ظاہر ہو گئے۔ دیوتا اُسے دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اندر دیوتا نے اگنی کو اس یکیش کا پتہ لگاتے کے لئے بھیجا جب وہ یکیش کے پاس گیا۔ تو یکیش نے پوچھا کہ تم کون ہو، تمہاری کیا طاقت ہے۔ اگنی دیوتا نے گھمنڈ سے کہا کہ میں اگنی ہوں۔ چاہوں تو چشم زدن میں برصاٹ کو جلا دوں۔ تب یکیش نے ایک تنکے اُس کے سامنے رکھ کر کہا کہ اچھا اسے جلا دو۔ اگنی نے لاکھ سر پٹکا۔ لیکن تنکے کو نہ جلا سکا۔ اور شرمندہ ہو کر اندر دیوتا کے پاس جا کر کہا کہ میں پتہ نہیں لگا سکا۔ پھر اندر دیوتا نے دیوتا دیو کو بھیجا۔ وہ اُسی تنکے کو باوجود کوشش کے اڑا نہ سکا۔ اور وہی حشر ہوا، جو اگنی دیوتا کا ہوا تھا۔ اس پر اندر دیوتا خود یکیش کے پاس پہنچا۔ لیکن یکیش نے اُس کو بات چیت کا موقع نہ دیا اور غائب ہو گیا۔ اُسی جگہ بھگوانی انا پرگٹ ہو گئی۔ اندر دیوتا نے پوچھا۔ ماما جی! یہ یکیش کون تھا۔ کیوں ظاہر ہوا، اور پھر کیوں غائب ہو گیا۔ اس پر بھگوانی نے کہا۔ یہ خود پرمانا تھے۔ تمہارا ابھیمان دور کرنے کے لئے ظاہر ہوئے تھے۔ اگنی میں جلانے کی اور واپس اڑانے کی شکلی پرمانا کی ہی دی ہوئی ہے۔ تم کو اپنی فتح پر فضول غرور ہو گیا۔ سب کچھ پرمانا کی شکلی سے ہوتا ہے۔ اُسی نے تمہیں فتح بخشی ہے۔ تمہیں و شوا اس اور شروما پور وک اُن کا دھنیہ واد کرنا لازم ہے۔

کرن کرادن ایک ہے دوسرا میں کوٹے : ناناک تیں بلہارتے جی تھل جہیل سوٹے (شکھ منی صاحب)



کر دیا میں نے کروڑ گائیں ہوں بے ہودہ خیال  
ہے زبید رزہ ناچیز کیا تیری بباط  
کار فرما کامیابی میں ہے دست ذوالجلال  
نقش اک ہر آب ہے یہ زندگی آخر زوال  
پر ماتا کی ہی شکستی سے سب کام سر انجام پاتے ہیں۔ آدمی کو کرتا پن اپنے پر لا دانا واجب ہے۔  
واضح رہے، پر ماتا، برہم، بھگوان، سری کرشن، سری رام ایک ہی سر و شکتیمان ہستی کے مختلف نام  
ہیں، وجود یا تو کے لحاظ سے مختلف نہیں ہیں جیسے شو شنکر۔ مرز آدمی ایک ہی بھگوان بھوت بھاو  
و شونا تھ کے نام ہیں۔

ایک کہار مٹی کو پانی میں گوندھ متھ کر ڈنڈے سے چاک کو گھٹاتا ہے اور مٹی سے اوپر گھڑے کی صورت  
میں برتن تیار کرتا ہے۔ اگر مٹی، ڈنڈا یا چاک یہ گھنڈ کرنے لگیں۔ گھڑا ہم نے بنایا ہے، تو یہ بات جیسی متحکمیز  
ہے۔ ایسا ہی کسی آدمی کا یہ سوچنا کہ میں نے کر دیا یا کروں گا۔ جنوں کے سوا کچھ نہیں۔ ہر شخص قدرت  
کے ہاتھ میں آکر رہا ہے۔ کرتا پن کے گھنڈ کے لئے جگہ ہی کہاں ہے۔

مرہون ذات حق ہوں میں بے اختیار ہوں  
قدرت کے اس کی ہاتھ میں آکر رہا ہوں (زبید)

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ برہم یعنی آتما تو کرتا ہے۔ صرف ساکشی ہے شریہ (سختول و  
سو کشتم) جو پر کرتی سے بنے ہوئے جڑ ہیں۔ اس لئے آتما یا شریہ پر کیلے کوئی کرم کیسے کر سکتے ہیں  
بھگوان نے شریہ گیتا میں واضح طور پر بتلایا ہے۔ کہ ”سارے کرم پر کرتی کے کنوں دست درج  
تم“ کے ذریعہ انجام پاتے ہیں۔ جہم سے وابستہ ہو جانے کی وجہ سے مڑھ آتما (جیو آتما) میں کرتا ہوں۔  
ایسا مان لیتا ہے۔ گیتا ۳-۲۷۔ جو منشیہ سب کام پر کرتی کے ذریعے کیے ہوئے جان لیتا ہے۔ وہ آتما  
کو کرتا محسوس کرتا ہے۔ گیتا ۱۳-۲۹۔ ”یوگی سمجھتا ہے کہ میں یعنی آتما کچھ نہیں کرتا۔ صرف اندریاں اپنے  
اپنے وشیوں میں کام کر رہی ہیں۔ گیتا ۵-۸-۹۔ ”کنوں کے سوائے اور کوئی کرتا نہیں ہے۔ جب جیو آتما  
دڑھ نشیپے سے اپنے کو دونوں شریوں سے جدا سمجھتا ہے، تو بھگوت سروپ کو پراپت ہو جاتا ہے۔  
گیتا ۱۴-۱۹۔ ”واضح ہے کنوں ست درج۔ تم سے سو کشتم و سختول شریہ بنے ہیں اور شریہ ہی کرم کرتا  
ہے، وہی بھوگتا بھی ہے۔ گیتا ۱۴-۲۰۔ اور آتما تو کیوں محض چیتن ستا ساکشی ہے، سو کشتم شریہ  
اس کے پرکاش کو کرہن کر کے سختول شریہ سے کرم کرتا ہے۔ انتہ کرہن کے سو کشتم ہونے کی وجہ سے اس میں  
آتما کے پرکاش کو کرہن کرنے کی صلاحیت ہے۔ جیسے سورج کے پرکاش کے اثر سے منشیہ اپنا دوا کرتا  
ہے۔ سورج کسی کا ہاتھ پکڑ کر بھلا کرہن نہیں کرتا۔ اسی طرح آتما جو انتہ کرہن کے گھیرے میں ہے۔ وہ  
تو سو کشتم پرکاش ہے، اور ساکشی ہے، کوئی کام کرتا ہے تو اپنے سو بھاو، پر کرتی کے اوسار انتہ کرہن  
کرتا کرتا ہے۔ بھگوان نے گیتا ۵-۱۴ میں فرمایا ہے کہ پریشور بھوت پرانیوں کے کرتا پن کو نہ

کرموں کو نہ کرموں کے پھل کے سنیوگ کو حقیقت میں پہنچنا ہے۔ صرف پر ماتما کی ہستی کے موجود ہونے سے پر کرتی ہی کار فرما ہے۔ یعنی پر کرتی کے گن ہی گنوں میں کام کر رہے ہیں۔ یعنی سوکشم و سٹھک شریہ ہی کام کر رہے ہیں۔

کوئی کرم کس طرح سرانجام پاتا ہے، اسکو ایک مثال سے سمجھئے۔ فرض کیجئے ہم دریا کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ ایک شخص جو کنارے پر نہا رہا تھا۔ یہاں تیز ہونے کے کارن پانی لگا۔ اور ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس منظر کی اطلاع ہمارے بصارت نے من کو دی۔ من نے بدھی سے فیصلہ کیا۔ اب اگر ہمارے من اور بدھی ساٹوک ہیں، تو بدھی اس دردناک حالت پر اس کو بچانے کی کوشش کا بز نے کرتی ہے اور من اس کے فیصلہ پر عملدر کرنے کے لئے پاؤں کو پریرت کرتا ہے۔ ہم دور کر جاتے ہیں۔ اب پاؤں تو اس کو بچا نہیں سکتے ہم ہاتھوں کو پریرت دیتے ہیں، اور ایک رتہ اس کی طرف پھینکتے ہیں اور زبان سے پکارتے ہیں، رتے کو پکڑو اور ہاتھوں سے اس کو کھینچ کر باہر نکال لیتے ہیں۔ اس عمل کو آئندہ بھی طول دیا جاسکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں اس عمل میں آنکھ، من، بدھی، پاؤں زبان نے اپنے اپنے ذمہ کا کام کیا۔ آنکھ، پاؤں، زبان تو کرتا ہو نہیں سکتے۔ ان کو تو من اور بدھی نے پریرت کیا تھا۔ تو کرتا تو من اور بدھی یعنی انتہ کرن ہی ہوا، اور اسی نے اس کام کو کر کے فرض کی ادائیگی صحیح طور پر کرنے سے تربیتی یعنی آئندہ پراپت کیا۔ آپ نے دیکھا کہ انتہ کرن ہی کرتا اور بھوگتا ہے۔ آتما تو محض شاہد رہا ہے۔ ہاں اس کے وجود کے پرکاش سے یہ سب کام ہوئے۔ اگرچہ پراپریدھ کے اوسار ہی ساٹوک راجس یا تاس انتہ کرن بنا ہے اور پراچین کرموں کے اوسار پر پرینایا و اسنا کا پھرن ہوتا ہے۔ تاہم، صحیح شکشا، صحیح ماحول سے انسان کوشش یعنی پرشارتھ کر کے سو بھاؤ کو دبایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ بھگوان نے کینا ادھیائے ۶، شلوک ۵ میں فرمایا ہے کہ انسان کو اپنے دوارا اپنا اڈھار کر لیتا چاہیئے۔ اپنے آپ کو گراوٹ کی طرف نہیں لے جانا چاہیئے۔

جینا عبث ترینکریاں غفلت شعار کا

جینا بہ احتیاط وہی شادماں گیا

پس تہو وچار، بھگتی، نشکام، کرم یا لوگ سے انسان کو لازم ہے کہ یہ درڑھ اُتو بھو کر لے کہ آتما اگر تار ہے اور انتہ کرن ہی کرتا اور بھوگتا ہے۔ پر بھو کر یا اور مہا پرش کر یا شامل حال ہو، تو پرشارتھ سے آدمی کیا نہیں کر سکتا۔ اکیان کی گانٹھ کھل جائے۔ آتما تو ہمیشہ مکت ہی ہے۔

منظر ہے یہ باطل تو حقیقت ہے خدا یا

کچھ مجھ کو تیرا سا نہ جہاں اس نہ آیا دینا ہو تو دے عشق تیرا مجھ کو خدا یا



اب اس سے بے چین تو پھر یا اس سے مضطر  
ہوں کون کیوں آیا ہوں، کہاں سے میں یہاں  
ہے رازِ خفی راز ہی رہ جائے گا آخر  
اور اقی بہت دفترِ حکمت کے گواہ  
قربان ہوں یا رب۔ یہ تیری بندہ نوازی  
ادنے سی ادا تیری ہے۔ یہ شجہ ساز  
شاہد ہے تو بس منظرِ عالم سے بے لوث  
پل بھر بھی سکوں دل کو میسر نہیں آیا  
کس نے یوں تجھے گروشنِ فدا میں گھمایا  
پردہ ہے عجب دیدہ و دل پر میرے چھایا  
حل عقدہ ہستی کو مگر نہ نہیں پایا  
کہ بندہ عاجز کو رہ عشق دکھایا  
پردے پر جو فطرت کے یہ منظر ہی دکھایا  
منظر ہے یہ باطل، تو حقیقت ہے خدایا  
ہر شے میں کیا عشق نے جلوہ تیرا عیاں  
یوں دیدہ و دل میں تو نو نیر کے سما یا  
(اوم تہ ست)

## رسالہ اوم کے معزز خریداران توجہ دیں:-

- ۱۔ اپنے پتہ والی چٹ کو بغور ملاحظہ فرمادیں، اور اگر اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً مطلع فرمادیں۔ تاکہ آئندہ غلط پتہ کی وجہ سے پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔
- ۲۔ پتہ والی چٹ سے اپنا خریداری نمبر اپنی نوٹ بک میں نوٹ کر لیں اور بوقتِ خط و کتابت یا منی آرڈر بھیجے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں، تاکہ آپ کے حکم کی تعمیل فوراً ہو سکے۔
- ۳۔ منی آرڈر کو بن پر اپنا نام اور پورا پتہ خوب مندرجہ لکھیں۔ اور خریداری نمبر بھی ضرور لکھیں۔ اگر خریداری نمبر یاد نہ ہو، تو یہ ضرور لکھیں کہ میں پُرانا خریدار ہوں۔ اگر آپ نئے خریدار ہیں تو یہ بھی لکھیں کہ میں نیا خریدار ہوں۔
- ۴۔ پرچہ نہ ملنے کی شکایت اسی ماہ کی ۵ تاریخ کے بعد اور ۱۵ تاریخ کے اندر ضرور کر دیں۔ ہم پرچہ دوبارہ فری بھیج دیں گے۔ دو دو، تین تین ماہ کے بعد شکایت کرنا اصولاً غلط ہے۔ ہر ایک خریدار کو قواعد کی پابندی لازمی کرنی چاہیئے۔
- ۵۔ منی آرڈر صرف رسالہ اوم دہلی کے نام بھیجا کریں۔ کسی ذاتی نام پر ہرگز نہیں۔ اور چیک بنام "اوم دہلی" (THE "OM" DELHI) ہونا چاہیئے۔ دہلی سے باہر کے چیک پر 4 روپے زائد ارسال کریں یا دہلی کے کسی بینک کا ڈرافٹ بھیجیں۔
- ۶۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ بھیجنے کی کراہی ہے۔

منیجر

# دل میں کیوں شوخ وہ آکر میرا ہماں نہ ہوا

از قلم - پنڈت نریندر ناتھ شرما نریندر ریٹائرڈ سب الیکٹرولس

ہائے کیوں دُرد کا میرے کوئی دُرماں نہ ہوا  
دیکھ کر کیوں میری تذلیل - ہر باں نہ ہوا  
بندگی کا تیری مجھ سے کوئی ساماں نہ ہوا  
دل میں کیوں شوخ وہ آکر میرا ہماں نہ ہوا  
کچ زوی پر کیوں یثرا اپنی لیشیمان نہ ہوا  
حُسنِ کردار کا ہونا مگر آساں نہ ہوا  
نفس کو چیتے کوئی اُس سا پہلواں نہ ہوا  
آدمیت کی جو قدروں کا قدر اُن نہ ہوا  
جو حوادث کے تھپیڑوں سے ہراساں نہ ہوا  
دیدہ و دل سے جدا شوخ کسی آن نہ ہوا

مجھ پہ کیوں تیری مسیحانی کا احساں نہ ہوا  
کسمپرسی پہ میری آج ہے خنداں عالم  
نیک و بد مجھ کو کہا کرتے ہیں بندہ تیرا  
کون ہے کس سے بھلا جائے میں آخر کو چھوٹوں  
عیب جوئی تو کیا کرتا ہے اوڑں کی مگر  
حُسنِ گفتار تو ہے عام جہاں میں - یارو  
اک سے اک بڑھ کے ہیں شہزور جہاں میں لیکن  
موت سے پہلے یہ ہر گام مرادہ جاہل  
ناؤ اُس کی ہی کنارے سے ہوئی ہم آغوش  
شدتِ عشق کی اعجازیاں - اللہ اللہ

پتلا خاک تو ہونا تھا مُقدر میں تریندر

جیت بد بخت کیوں خاک کوئے جاناں نہ ہوا

## رباعی

بحرِ حق میں رحم کی موجوں کا اک طُوفان اٹھا  
شادمانی سے کیا سیراب بندہ بر ملا

بارگاہِ حق میں تالوں نے کیا ہجیاں بپا  
تالِج فرمان آئی ایک رحمت کی جوار



# بھگتی یوگ

از قلم پنڈت ست پال جی بھارواچ

سچے دل سے اپنے جیون کو پر ماتما کے ارپن کر دینے کو بھگتی کہتے ہیں۔ اتم سمرن ہی کا دوسرا نام بھگتی ہے۔ بھگوان کا بھگت اٹھوں پہر آتما میں مست رہتا ہے۔ گویا تھوں سے وہ سب کام کرتا ہے۔ پر دل میں ہمیشہ بھگوان کے نام کا سمرن کرتا رہتا ہے۔ اُس کے دل میں بھگوان کے پریم کے علاوہ اور کسی قسم کی خواہش نہیں ہوتی۔ دکھ و سکھ اور مان ایمان کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اُس کے من میں و شوا اس ہوتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ بھگوان کی ہی دین ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ بھگوان جو کرتا ہے، وہ سب بھلا ہی کرتا ہے۔ اور اُس کی رضا میں ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ وہ تو بھگوان کو دل سے کہتا رہتا ہے۔

ہے پاپ اور پنیہ کیا جانے یہ سب میری بلا  
یہ بھی نہیں میں جانتا اچھا ہے کیا بُرا ہے کیا  
میرے لئے ہے سب بھلا جو کچھ بھی تو ہے کر رہا  
میری رضا کوئی نہیں تیری رضا میری رضا

سچے بھگت پر کام، کرودھ، لوبھ، مود، اہنکار کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ ہر ایک استری اور پُرش میں ہی نہیں بلکہ ہر ایک جیو اور ہر ایک شے میں بھگوان کے درشن کرتا ہے، اور پرانی ماتر سے پریم کرتا ہے۔ گوسائیں ٹنسی داس کے کہنے کے مطابق تو بھگت کہتا ہے کہ وہ دھن دولت، گھر بار، سکھ، مہر، ماتا پتا اور بھائی بندھو سب جل جائیں۔ جو بھگوان کے چرنوں کے سامنے ہونے میں سبھاوک طور پر سہاٹا نہیں کرتے۔ بھگت کی مہا کہاں تک بیان کروں ”بھگت کے بس میں ہیں بھگوان“ یہ بات سولہ آنے بھیک ہے۔ بھگت پر ہلا، سدا مال بھگت، نندانا، سدا ناقصائی اور بھگت نامدیو وغیرہ کی کہانیاں تو آپ نے سنی ہی ہوں گی۔ اُن سے بھگتی کی مہا کاصاف پتہ چلتا ہے۔ لیکن رام چرتا مانس میں ایک بار بھگوان رام نے اپنے مکھار پتہ سے لچھمن کو بتایا تھا۔

”دھرم سے ویراگ پیدا ہوتا ہے، ویراگ سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ ویدوں نے کہا ہے کہ گیان سے موکش پد پر اپت ہوتا ہے۔ پر ہے بھائی جس سے میں بہت جلدی خوش ہو جاتا ہوں۔ وہ بھگتوں کو سکھ دینے والی میری بھگتی ہے۔“

اسی طرح ایک اور جگہ پر بھگوان رام نے کاک بھشنڈی سے بھی کہا تھا۔ "اس سنسار میں جتنے بھی جڑ اور چیتن جو ہیں، وہ سب میری مایا سے پیدا ہوتے ہیں، اور میں ان سب سے پریم کرتا ہوں۔ پران میں سے منش مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ منشوں میں براہمن، براہمنوں میں وید پانچھی براہمن وید پانچھیوں میں وید مارگ پر چلنے والے۔ وید مارگ پر چلنے والوں میں ویراگی، ویراگیوں میں گیانی اور گیانیوں میں آتم گیانی مجھے بہت پیارے ہیں۔ جن کو میرے سوا اور کسی کا بھروسہ نہیں۔ ان بھگتوں کے سمان مجھے کوئی دوسرا پرش پیارا نہیں۔"

آگے چل کر بھگوان رام نے کاک بھشنڈی کو پھر بتلایا :-

"ایک ہی پتا کے کئی پتر ہوتے ہیں، اور ان کے گن اور بھاو بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ کوئی پٹ ہے تو کوئی پتسوی ہے۔ کوئی وید پانچھی ہے تو کوئی دھرماتما ہے۔ ان سب سے پتا کو ایک سا پیار ہوتا ہے۔ پر جو پتر من اور شریر سے پتا کی سیوا کرتا ہے اور پٹے میں بھی دوسرا اور کوئی دھرم نہیں مانتا۔ وہ پتا کو پرانوں کے سمان پیارا ہوگا۔ چاہے وہ سب طرح سے انجان بھی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح سے پتنوں لوگوں میں جتنے بھی دیوتا، راکش، منش یا دوسرے جو ہیں، ان سب کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور میں ان سب سے پریم کرتا ہوں۔ پر ان میں سے جو پرانی سب اپنکار اور چیل کپٹ کو چھوڑ کر من، بچن اور کرم سے میرا بھجن کرتا ہے، وہ پرش ہو یا، میچڑا، استری ہو یا پرش، جڑ ہو یا چیتن۔ کوئی بھی ہو مجھے سب سے پیارا ہے۔ ہے کاک بھشنڈی جی۔ میں سچ کہتا ہوں۔ سوشیل سیوک مجھے پرانوں کے سمان پیارا ہے۔ یہ سوچ کر دوسرے سب بھروسے چھوڑ کر تم میرا ہی بھجن کرو۔"

پھر ایک بار بھگوان رام نے اجودھیانوا سیوں کو صاف کہا تھا۔ "اگر تم اس لوک اور پرلوک دونوں میں سکھ پانا چاہتے ہو، تو میرے بچن سنگھ ان کو اپنے ہر دے میں اچھی طرح بسالو۔ ہے بھائی۔ وید اور پرانوں نے میری ہی بھگتی کی ہما گائی ہے۔ یہ مارگ بہت آسان اور سکھ دینے والا ہے۔" شریر بھگوت گیتا کے آٹھویں ادھیائے کے شلوک ۲۲ میں بھگوان کرشن نے بھی ارجن سے کہا ہے۔ "ہے ارجن، جس پر ماتما کے اندر یہ سب جو نواس کرتے ہیں، اور جو اس سب جگت میں سمایا ہوا ہے۔ وہ پریم پرش برہم ایسی بھگتی کے دوارہ پایا جاسکتا ہے۔ جس میں کسی اور ہستی کا خیال تک نہ ہو۔"

پھر نویں ادھیائے میں بھی بھگوان کرشن نے بھگتی کی بہت تعریف کی ہے، اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ کوئی شخص کتنا بھی بیچ کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ان کی بھگتی کرتا ہے تو اس کو فوراً پریم گتی مل جاتی ہے۔ یعنی ان کے وچار ان کی زبانی سن لیجئے۔

شلوک ۲۲۔ جو پرش صرت مجھ میں شر دھار رکھتے ہیں، اور میرے دھیان میں مگن رہتے ہوئے



میری ہی پوچھا کرتے ہیں۔ لگاتار لوگ کا ابھیا س کرنے والے اُن بھگتوں کو میں یوگ کے ساتھ ساتھ وہ سب سادھن دے دیتا ہوں جن سے وہ میرے سروپ کو پا کر پھر کبھی مجھ سے الگ نہ ہوں۔ — شلوک ۲۵۔ دیوتاؤں کی پوچھا کرنے والے لوگ دیوتاؤں میں جا ملتے ہیں۔ اور پتروں کی پوچھا کرنے والے لوگ پتروں میں جا ملتے ہیں۔ پر میری پوچھا کرنے والے میرے بھگت مجھ میں ہی مل جاتے ہیں۔

شلوک ۲۶۔ شرودھا کے ساتھ جو پریش مجھ کو ایک پتہ پھول، پھل یا پانی بھیٹ کر تا ہے پریم سے دی ہوئی اُس نشکام بھگت کی بھیٹ کو میں ساکار ہو کر گرہن کر لیتا ہوں۔

شلوک ۲۷۔ ہے ارجن! تو جو کرم کرتا ہے، جو کھاتا ہے، جو ہون کرتا ہے، جو دان دیتا ہے، اور جو تپ کرتا ہے۔ وہ سب میرے ارپن کر دے۔

شلوک ۲۸۔ اس پرکار یوگ کا ابھیا س کرتا ہوا تو اچھے اور بُرے پھل دینے والے سب کرموں کے بندھن سے آزاد ہو جائے گا۔

شلوک ۲۹۔ میرے لئے سب لوگ ایک جیسے ہیں۔ مجھے نہ کسی سے نفرت ہے نہ لگاؤ۔ پر جو لوگ پریم سے میرا بھجن کرتے ہیں، وہ ہمیشہ مجھ میں نواس کرتے ہیں، اور میں اُن میں نواس کرتا ہوں۔ — شلوک ۳۰۔ بُرے سے بُرا کرم کرنے والا پریش بھی اگر اور سب کچھ چھوڑ کر میرا بھجن کرنے لگتا ہے۔ تو اُس کو سریشٹ ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اُس کا تشچھ ٹھیک ہے۔

شلوک ۳۱۔ ایسا پریش جلدی ہی دھرتما بن جاتا ہے، اور کبھی ناش نہ ہونے والی شانتی کو پالیتا ہے۔ ہے ارجن! تو بالکل سچ جان۔ میرے بھگت کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔

شلوک ۳۲۔ استری، ویش، شودر یا بیچ کل میں جنم لینے والا کوئی بھی ہو۔ میری شرن میں اگر وہ پریم گتتی کو پالیتا ہے۔

شلوک ۳۳۔ پھر ملیہ کرم کرنے والے براہمنوں اور راج رشی بھگتوں کا تو کہنا ہی کیا۔ اس لئے اس ناشوان شریہ کو پا کر جس میں کوئی سکھ نہیں۔ تو میرا ہی بھجن کر۔

شلوک ۳۴۔ تو مجھ میں ہی من کو لگا۔ میری ہی بھگتی کر، میرے لئے ہی یگیہ کر اور مجھے ہی نمسکار کر۔ اس پرکار میری شرن میں آکر تو اپنے آتما کو مجھ میں جوڑتے ہوئے مجھے ہی پالے گا۔ آگے چل کر دسویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے پھر صاف کہا ہے۔

شلوک ۸۔ میں واسدو ہی سب جگت کو پیدا کرتا ہوں۔ اور میں ہی سب جگت کے چکر کو چلا رہا ہوں۔ یہ سمجھ کر شرودھا سے یکت ہوئے۔ بدھیمان پریش ہمیشہ میرا ہی بھجن کرتے ہیں۔

شلوک ۹۔ مجھ میں من کو لگانے والے اور اپنے پرانوں کو میرے ارپن کرنے والے لوگ آپس میں

میری چڑھا کرتے ہوئے اور میرا کیرن کرتے ہوئے سدا خوش رہتے ہیں اور ہمیشہ مجھ میں نواس کرتے ہیں۔

شلوک ۱۰۔ ہمیشہ میرے دھیان میں لگن رہنے والے اور شردھا سے میری بھگتی کرنے والے اُن بھگتوں کو میں وہ پدھی یوگ دے دیتا ہوں۔ جس سے وہ آسانی سے مجھ کو پاسکیں۔  
اسی طرح گیارھویں ادھیائے میں ارجن کو اپنا وراٹ سروپ دکھانے کے بعد بھگوان کرشن نے بھگتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

شلوک ۵۳۔ جیسے تم نے مجھ کو آب دیکھا ہے، ایسے میرے سروپ کو نہ کوئی دیدوں گے پاٹھ دوارہ دیکھ سکتا ہے۔ نہ تپسیا دوارہ اور نہ ہی دان یا یگیہ دوارہ۔

شلوک ۵۴۔ پر ہے ارجن۔ سچی بھگتی دوارہ میرے اس سروپ کو نہ صرف دیکھا جاسکتا ہے اور نہ یوری طرح طرح سمجھا جاسکتا ہے۔ بلکہ مجھ سے لے ہو جانا بھی ممکن ہے۔

شلوک ۵۵۔ پر ہے ارجن۔ جو پرس سب کرم میرے لئے ہی کرتا ہے، مجھے پانے کی ہی کوشش کرتا ہے۔ میری ہی بھگتی میں لین رہتا ہے اور مودہ کو تیاگ کر سب پرانی مارتے سے پریم کرتا ہے۔ وہ ایک دن مجھ کو ہی پالیتا ہے۔

شرمید بھگت گیتا کے ان شلوکوں کو پڑھ کر صاف نظر آتا ہے کہ بھگوان کو بھگت سب سے پیارا ہے، اور وہ اپنے بھگت پر ہمیشہ دیا کرتے رہتے ہیں۔ بھگت بھی اپنا سب کچھ بھگوان پر چھوڑ دیتا ہے۔

## ضمیر کی آواز

جس سینے کی ترے قبضے میں پتواریں ہوں | اُس سینے کو دُبودے بادِ بیاں کو توڑ دے  
رو میں تنکے کی طرح بہتا تو کچھ مشکل نہیں | بات تو جب تک کہ طوفانوں کے رخ کو موڑ دے

خود تیری تدبیر ہی خلاق ہے تقدیر کی

کون کہتا ہے خدا پر زندگی کو چھوڑ دے

(اقبال)



# سوامی ہری داس

شری ہری چند خوش دل ایم اے (سونی پت)

سوامی ہری داس گھومتے گھومتے گوالیار کے ایک باغ میں جب داخل ہوئے تو اُس باغ کے کسی کوٹے سے انہیں شیر کی گرج سنائی دی لیکن باغ میں شیر تو کہیں نہیں دکھائی دیا۔ ہاں ایک لڑکا شیر کی آواز کی نقل کرتا ہوا گرج رہا تھا۔ اُس نے سوامی جی کو بتلایا کہ مالک نے اُسے باغ کی رکھوانی پر تعینات کر رکھا ہے۔ وہ یہاں بیٹھ کر شیر کی گرج کی ہو ہو نقل کرتا ہے۔ تو لوگ شیر کے خون سے باغ سے دور دور رہتے تھے۔ اور اس طرح باغ کے پھل محفوظ رہتے تھے۔ سوامی جی کے اصرار پر چب اُس نے اپنے فن کا پھر مظاہرہ کیا تو سوامی جی اُسے اپنا چیلنا کر ساتھ لے گئے۔ اور اُسے راگ و دیا سکھا کر راگ کا دھنی بنایا۔ وہ لڑکا بعد میں نان سین کے نام سے مشہور ہوا۔

گوالیار کے مہاراجہ نے اُسے اپنے دربار میں رکھ لیا۔ کچھ عرصہ اکر کے کانوں میں جب اُس کے کمال کی شہرت پہنچی تو اُس نے مہاراجہ کو مجبور کر کے تان سین کو اپنے دربار میں بلوایا۔ وہ دل برداشتہ ہو کر آیا تھا، اور کاتی عرصہ تک بادشاہ سے کھچا کھچتا رہا۔ بلکہ وہ رواج کے خلاف دائیں ہاتھ کی بجائے بائیں ہاتھ سے سلام کرتا تھا۔ کیونکہ فرط عقیدت کے باعث وہ سمجھتا تھا کہ دائیں ہاتھ سے سلام کا حق دار صرف مہاراجہ گوالیار ہے۔

آموں کے شاہی باغ میں اکبر اور اُس کے مصاحبین گھوم رہے تھے۔ اکبر کی اجازت تھی۔ کہ اپنے ہاتھوں کو اونچا کر کے جتنے آم کوئی توڑ سکے، توڑ کر کھا لے۔ باقی سب تو مزے میں رہے۔ لیکن تان سین چھوٹے قد کے کارن محروم رہا۔ بادشاہ نے اُس کی مشکل کا احساس کرتے ہوئے اپنے کندھے پر اٹھا کر کہا۔ لو اب جتنے آم چاہو توڑ کر نیچے پھینکے جاؤ۔ ہم دونوں مل کر کھائیں گے۔ تب سے تان سین کے دل سے پُرانی بخش جاتی رہی۔ اور وہ اکبر سے سچے دل سے محبت کرنے لگا۔

گویا جب گلے سے مل گئے سارے گلے جاتے رہے۔

تان سین کے گورد سوامی ہری داس کے بزرگ آج سے لگ بھگ ۵۰ سال قبل ملتان کے اُچ گاؤں کے نواسی تھے۔ وہاں سے وہ علی گڑھ کے ضلع کھنڈا نام کی بستی بسا کر رہنے لگے۔ سوامی ہری داس ایشودھر کے تین بیٹیوں میں سے ایک تھے۔ اُن کی شادی ۵ برس کی عمر میں کر دی گئی۔ لیکن اس بندھن

کو توڑ کر وہ برعکس چلے آئے۔ جب اُن کی سنگیت کلا کی دھوم ہندوستان بھر میں پھیلی تو تان سین اور بھوجو بھی اُن کی پس راگ و دیا سیکھنے کو پہنچ گئے۔ نوڈھا بھگتی میں ایک طریقہ کیرتن سے پرہمو کو رجھانے کا ہے۔ سوامی جی پھو بھجن میں اتنے مست ہو جایا کرتے تھے کہ دنیا و جہاں سے بے سروہ ہو کر اُسی کے ہو کر رہ جاتے۔

پروکاشانند کو اپنی لوگ و دیا کا گھنٹہ تھا۔ وہ کوئی بھی روپ دھارن کر سکتا تھا۔ سوامی جی کے سامنے جب وہ مور کی شکل میں آیا۔ تو سوامی جی نے اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ "سوامی جی۔ دھنیہ بھاگ جو درشن ہوئے۔ وہ شرمندہ تو ہوا۔ لیکن دل سے اکڑ نہیں نکلی۔ تب سوامی جی نے اُس کی ایسی نظریں کر دیں کہ ہر لیشو ہیں اُسے اپنی صورت دکھائی دی۔ وہ گھبرایا اور سوامی جی کے چہروں میں گر کر معافی کا خواہاں ہوا۔

دیوارام کے ہاتھ پارس لگ گیا۔ وہ سوامی جی کا چھیلا بننے آیا۔ تو سوامی جی نے کہا "یہ پتھر ہم سادھوؤں کے کس کام کا۔! سے جہنا میں پھینک آؤ۔" اُس نے ٹھکم کی تعمیل تو کر دی لیکن من سے پارس کا خیال نہیں گیا۔ سوامی جی سب جانتے تھے۔ ایک دن دیا رام سے کہا۔ "جہنا جی سے ایک سُٹھی ریت کی لیتے آنا۔ دیا رام نے جوہی جہنا کی ریت لینے کے لئے ندی میں جہاں جہاں جہنی بار بھی ہاتھ ڈالا۔ ریت کی بجائے پارس مٹی اور کٹی پروکار کے ہیرے ہاتھ لگے۔ دل میں شرمندہ ہو کر سوامی جی کی عظمت کا قائل ہو گیا۔

ایک بار اور چھانریش راجا رام بگھیل نے اس بات پر اعتراض کرتے ہوئے کہ سوامی جی مٹی کے برتنوں میں بھگوان کو بھوک لگواتے ہیں۔ سوامی جی سے کہا کہ وہ اُن کے لئے چاندی سونے کے برتن ہتیا کریں گے۔ اس پر سوامی جی نے اُسے کٹیا کے اندر جا کر بھگوان کی مورتی کے درشن کرنے کو کہا۔ تو راجا کو یہ دیکھ کر از حد حیرت ہوئی کہ سب برتن سونے چاندی کے دکھائی دے رہے ہیں۔

اکبر بادشاہ کی قند پر تان سین اُسے اپنے ساتھ لے کر گورو ہری داس کی کٹیا پر پہنچے۔ گورو کسی کے کہنے پر نہیں، بلکہ اپنی مود میں آکر ہی گایا کرتے تھے۔ اُنہیں بھلا اکبر کی کیا پرواہ تھی۔

تان سین نے ایک اکل لڑائی تانپورہ اٹھا کر غلط ڈھنگ سے بجایا، تو گورو جی ناراض ہو کر یوں "یوں نہیں، یوں بجایا جاتا ہے" اور پھر انہوں نے وہ سماں باندھا کہ درو دیوار بھوم اُٹھے۔

راستے میں اکبر نے کہا۔ "تان سین۔ تمہارے کمال میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جو آئندہ رس گورو جی کے راگوں میں ہے، تمہارے راگوں میں نہیں۔" تان سین نے جواب دیا۔ حقنور میں شاہ ہندوستان کے دربار کا گویا ہوں۔ اور گورو جی شاہوں کے شاہ شہنشاہ عالم کے دربار میں گاتے ہیں۔ وہ تو اپنے دیار کی یاری میں مست ہو کر گاتے ہیں۔ تو اُنہیں اپنے دیار کے سوائے اور کسی کا دھیان ہی نہیں رہتا۔"



ایسے حقے نان سین کے گوڑے سوامی ہری داس جتھوں نے اپنی راگ و دیا سے بھگوان سے  
باندھ رکھا تھا۔ کاش ہم جیسے گناہگاروں میں بھگوان کے تئیں ایسی شردھا اور پریم پیدا ہو جائے۔  
پر بھو بھکتی کا آئندہ تو کوئی گئے کا گڑ ہے۔ جس کے سوا دکا انو بھو تو ہو سکتا ہے۔ بیان نہیں ہو سکتا ۛ

## پر بھو من میرا ایسا کر دو

شری ہری چند خوشدل ایم اے (سونی پت)

ہے دین دیال کر پال پر بھو۔ مجھے ایسا کوئی ورو  
سنگٹ میں گھبراؤں نہیں میں، غلط راہ پر جاؤں نہیں میں، گیان اُجالا بھرو  
پر بھو من میرا.....  
سب کو پریم اور پیار سکھاؤں، من سے پھل اور کیٹ پھاؤں، دیس سیوا میں جان لڑاؤں  
یہ اچھا پوری کر دو۔ پر بھو من میرا.....  
سدا اپنا کرتویہ نبھاؤں، دُرا چار کے پاس نہ جاؤں، ست سنگٹ میں سمیہ لگاؤں  
ایسا کوئی منتر دو۔ پر بھو من میرا.....  
کبھی پر گرا پتی آئے، میرا من دیا کل ہو جائے، کروں سہا مینا۔ جو۔ بن آئے  
ایسا سدا او سر دو۔ پر بھو من.....  
نہیں خوشدل کو دھن کی اچھا، رہے نام سمن کی اچھا، پوری ہو یہ من کی اچھا  
سدا متور تھ کر دو۔ پر بھو من.....

ہے دین دیال کر پال پر بھو ویاک ہو جب تم گھٹ گھٹ میں۔ خوشدل کے سر پر ہاتھ رکھو  
رہو سدا سہائی سنگٹ میں

تیرے کرم کا بھروسہ سدا ہے خوشدل  
گناہگار ہوں معافی کی پھیک مل جائے

# ویدانت

(پروفیسر نربل چندرجی)

ویدانت کے لفظی معنی وید کا انت (انجام) ہیں۔ اور چونکہ وید کی تعلیم اُنیشدوں میں اپنا کمال عروج حاصل کرتی ہے۔ اس لئے اُنیشدوں کی تعلیم کو ویدانت کہا جاتا ہے۔ گویا ویدانت ویدوں کے چوٹی کے گیان کا نام ہے۔ یہ وہ اونچے سے اونچا گیان ہے، جو بھارت کے قدیم رشیوں نے طویل کھوج تپسیا اور لوگ سے حاصل کیا تھا۔

بعض لوگ وید کے معنی گیان بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جہاں علم اپنے انتہائی کمال پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا نام ویدانت (انتہائے علم) ہے تفصیلی علم کی کبھی اور کہیں انتہا نہیں مل سکتی۔ یہ ہمیشہ ہی پھیلتا اور ترقی کرتا رہے گا۔ مگر جب علم اپنے چشمے کی کھوج میں اُس حقیقت تک پہنچ جاتا ہے جو ایک غیر محدود، ابدی اور کامل ہے۔ تب اس سے پرے جا ہی نہیں سکتا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ علم اپنے محیط کی طرف پھیلاؤ میں تو کوئی حد رکھ نہیں سکتا۔ مگر اپنے مرکز کے پہلو پر ایک مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ ظہوری پہلو پر علم کی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ ہو سکتی ہے مگر حقیقت کے پہلو پر یہ اپنا کمال حاصل کر سکتا ہے۔

عام طور پر تحقیقات کا رخ محیط کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ مگر مشرق میں انسانی تحقیقات مرکز کی طرف مائل چلی آتی ہے۔ سائنس اور ویدانت میں یہی بڑا فرق ہے۔ سائنس بے حد ترقی تو کر سکتی ہے۔ مگر سدا کمال سے دور ہی رہتی ہے۔ علم کی زیادتی کے ساتھ ساتھ اس کی جہالت کا احساس بھی شدید سے شدید تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کے خلاف ویدانت جس حقیقت پر پہنچاتا ہے۔ وہاں ترقی نہیں، کمال ہے۔ دوڑ دھوپ نہیں، قرار ہے۔ انتشار نہیں، تسکین ہے، طاقت نہیں، محبت ہے۔ غیریت نہیں۔ غنیت ہے۔

اسی لئے درست طور پر کہا گیا ہے کہ جہاں فلسفہ کا خاتمہ ہے۔ وہاں ویدانت کا آغاز ہے فلسفہ چیزوں، واقعات اور مختلف علوم میں وحدت کی تلاش کرتا ہے اور اس وحدت کو عقلاً ثابت کرنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ مگر ویدانت صرف وحدت وجود پر ہی بس نہیں کرتا۔ بلکہ اس انتہائی ذات کو براہ راست جانتا ہے، جو وحدت و کثرت سے بھی اوپر انہیں جاننے اور روشن کرنے والی ہے۔



جس طرح مغدہ کے لئے خوراک، آنکھوں کے لئے روشنی، کانوں کے لئے آوازیں، دل کے لئے حُسن و جمال، دماغ کے لئے علم و حکمت ضروری ہیں۔ اسی طرح انسانی رُوح بھی اس حقیقت کو پائے بغیر کبھی تسلی نہیں پاسکتی۔ جو ایک ابدی، غیر محدود اور کامل ہے۔ اس روحانی غذا کو حاصل کیے بغیر ہمارا شکم پُر ہونے پر بھی ہم بھوکے اور بیقرار ہی رہتے ہیں۔ اور سب کچھ بل جانے پر بھی اس آتم بھوجن کے سوا نہ کسی کوشاں بنی ہوئی ہے اور نہ مل سکے گی۔

ویدانت ہمیں اس حقیقت کا رُوبرُو اور ہُو بہُو درشن کرا دیتا ہے۔ جو درشن کرنے والے کی اپنی ہی جان اور روشنی ہے۔ جیسے پاکر اس کی ابتدائی بھوک اور ڈر مٹ جاتے ہیں، اور جس میں وہ سب کے ساتھ اپنی وحدت دیکھتا ہے۔ اس اپنی اندرونی حقیقت کو پاکر ہی انسان کمال زندگی حاصل کرتا ہے۔ ورنہ وہ صرف راہ ترقی پر سفر کرتا ہوا کبھی اپنے ابدی لکھ میں قرار نہیں پاتا۔ اس حقیقت کو پاکر انسان اپنے وجود کی محدودیت، جزویت اور خصوصیت سے نجات پاکر اپنی روحانی غیر محدودیت، کلیت اور ہمہ گیری کے احساس کی بے انداز خوشی حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے سدا بدلتے ہوئے ناقص وجود کے اندر ہی اپنی سدا جیوں کے تیوں رہنے والی ذات کاملہ کا تجربہ حال کر کے شوک ساگر سے پار ہو جاتا ہے۔ ظاہراً کمزور ہو کر بھی وہ اپنے اندر غیر محدود طاقت کے امکانات دیکھ کر بے انداز خود اعتمادی اور جرات حاصل کرتا ہے۔ دکھ اور موت اُسے ڈرا یا دیا نہیں سکتے۔ اس کے اٹھا ہوا بحر ذات پر دکھ اور موت بلبلیوں کی مانند اُٹھتے اور مٹتے رہتے ہیں۔ وہ خود میں ہی سچی خوشی کے خزانے پاکر چاروں طرف خوشی اور محبت کی رو میں براڈ کاسٹ کرتا رہتا ہے۔

انسان اپنے بیرونی پہلو پر مرکب، پُر اختلاف، سدا بدلنے والا وجود نظر آتا ہے۔ مگر وہ اپنے اندرونی پہلو پر مبیدار ہو کر اس ایک "حقیقت" کو پالیتا ہے۔ جو ہر جگہ وہی کی وہی اور سدا جیوں کی تیوں ہے۔ جس سے اور جس کے اندر سب کچھ ہے۔ اور جو خود کسی سے یا کسی کے اندر نہیں۔ جب تک اپنے آپ کو انسان صرف ایک مخلوق، محدود، ضعیف اور فانی وجود سمجھتا ہے۔ تب تک اس کی زندگی محض حقیر شے ہے اسی حالت میں وہ اپنی چھوٹائی اور ناچیزی کو بھولنے کی خاطر لذات محسوسات میں ڈوبنے کی کوشش کرتا ہے یا نشے یا خواب کی مدد سے اپنی من بھاتی دنیا کے دھوکے کو جنم دیتا ہے۔ اور واقعات کو ہُو بہُو دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ مگر جب ویدانت کی روشنی اس کی شب جہالت کا خانہ کر دیتی ہے۔ تب وہ اپنی ہستی کو نہ صرف قابلِ قدر پاتا ہے۔ بلکہ کل وجودات میں اپنے ہی روحانی خزانوں کی جھلکیں دیکھا کرتا ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں، وہ نئی، بہتر اور خوش تر دنیا کی تخلیق کے لئے آمادگی ظاہر کرتا ہے، اور دنیا میں رہ کر بھی اس سے اوپر بر اجتا ہے۔ قسمت کا کھلونا بنے رہنے کی بجائے وہ اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنے کے لائق ہوتا ہے۔

جس طرح آج علمی ایجادات نے ساری قوموں اور ملکوں کو آلاتی طور پر ایک کر دیا ہے۔ اسی طرح ویدانت بھی موجودات اور کل بنی نوع انسان کی وحدت دکھلا کر دنیا میں محبت اور موافقت پیدا کرتا ہے۔ ویدانت کا عالمگیر اُجالا نہ ہونے کے باعث ہی آج سائنس دنیا کی تباہی کا آلہ بن رہی ہے۔ ویدانت کی روشنی میں یہ نہایت ہی قیمتی تعمیری ہتھیار ثابت ہو سکتی تھی۔ طاقتوں کا یا بھی مقابلہ یا موازنہ کبھی امن کا موجب نہ ہوگا۔ اندرونی وحدت کا بلاشبک وشبہ دیدار ہی کل اقوام کو ایک ہی زندگی کے اعضائے مختلفہ کی مانند متحد کر سکتا ہے۔

ویدانت کوئی خیالی فلسفہ نہیں ہے۔ یہ وہ روشنی ہے جس کے سوا باقی اُجالے بھی تاریکی کا اثر رکھتے ہیں۔ اس ادھما تک اُجالے کے اندر ہی طاقت، عقل، سائنس اور زندگی اپنی سچھلتا حاصل کرتے ہیں۔ وہ دُنیا کے لئے واقعی طور پر ایک نیا اور بڑا دُن ہوگا۔ کہ جب تمام افراد انسانی ایک دوسرے اور سارے جگت کے ساتھ اندرونی وحدت کا براہ راست تجربہ حاصل کر کے ہر طرف اپنا آپ دیکھنے کے قابل ہوں گے۔

ویدانت کے گیان اُچارے میں جاگے بغیر انسان نہ تو اپنے پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی سر اُٹھا کر سکتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی کا پیشو یا داس ہی رہتا ہے۔ اس کا مذہب بھی خوف، خواہش، خود حفاظتی اور آرام طلبی پر مبنی ہوتا ہے۔ اسے ہر دم کسی نہ کسی سہارے یا پناہ گاہ یا بیرونی امداد کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے۔ مگر ویدانت کا امرت پی کر انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ دُنیا میں اس سے بڑھ کر عجب نظارہ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ویدانت رسائن کا سیوں کرنے پر کائنات کے دُور و نہایت ہی ننھا اور کمزور سا انسانی وجود اپنی ذاتی عظمت کے احساس سے اپنے اندر نہ صرف کوئی خوف اور محتاجی نہیں رکھتا۔ بلکہ مثبت طور پر اپنے اندر سے روشنی، محبت، خوشی، خوبصورتی اور زندگی کے اُٹھتے خزانوں کو باہر کر رہا ہے۔

ویدانت کے علم ذات کے بغیر زندگی، انفرادی یا اجتماعی طور پر کوئی معنی یا کمال یا خوشی نہیں رکھ سکتی۔ اگر سائنس دُنیا کو بہتر بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ سائنس بے سواد ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کے ہاں صرف ظہورات کی روشنی ہے۔ حقیقت کی روشنی (ویدانت) نہیں۔

یہ انتہائی حقیقت صرف اپنے آپ میں ہی براہ راست پائی جاسکتی ہے۔ باہر کسی مکان و زمان میں نہیں۔ ویدانت اس حقیقت کی طرف آنکھیں کھولتا ہے۔ انسان کو سچے معنوں میں انسان بنا کر اسے پورا انسانی حق دیتا ہے۔ تب انسان صرف ایک خالی وجود نہیں رہتا۔ بلکہ گیان اور پریم کا میتلا ہو کر اشاعت سرور کا نہایت ہی مقدس مرکز بن جاتا ہے۔ ویدانت کے بغیر دُنیا کے لئے کہیں اور کبھی نجات نہیں ہے۔



# عقل و دل

(سر ڈاکٹر محمد اقبال)

بھولے بھٹکے کی رہنما ہوں میں  
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں  
مثل خضر خجستہ پا ہوں میں  
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں  
غیرتِ لعلِ بے بہا ہوں میں  
پر مجھے بھی دیکھ، کیا ہوں میں  
اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں  
اور باطن سے آشنا ہوں میں  
تو خدا جو، خدا نما ہوں میں  
اس مرض کی مگر دوا ہوں میں  
حسن کی بزم کا دیا ہوں میں  
طاہرِ سدِ راہ آشنا ہوں میں

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا  
ہوں زمیں پر، گذر فلک پہ مرا  
کامِ دنیا میں رہبری ہے مرا  
ہوں مفسرِ کتابِ ہستی کی  
بوندِ اکِ خون کی ہے تو لیکن  
دل نے سُنکر کہا یہ سب سچ ہے  
رازِ ہستی کو تو سمجھتی ہے  
ہے تجھے واسطہِ مظاہر سے  
علمِ تجھ سے، تو معرفتِ مجھ سے  
علم کی انتہا ہے بے تابی  
شمع تو محفلِ صداقت کی  
تو زمان و مکان سے رشتہ پیا

کس بلندی پہ ہے مقامِ مرا  
عرشِ ربِ جلیل کا ہوں میں

# کمارل بھٹا چاریہ

(پنڈت جگن ناتھ پر بھاکر)

کمارل بھٹا چاریہ پر اس میں کُل جھوٹن تھے۔ اُن کی بدھی بہت تیز اور نرمل تھی۔ اُن کی دماغی قوت نہایت حیرت انگیز تھی۔ چھوٹی عمر میں ہی انہوں نے تمام وید شاستروں کا اچھی طرح مطالعہ کر لیا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنی دھن میں مست ہوئے۔ جانے کیا سوچے ہوئے ایک عالیشان مکان کے نیچے سے گزر رہے تھے۔ اس مکان کی بالائی منزل پر ایک راجکمار بیٹھی ہوئی دھرم کی دُور دُور دُور اور افسوسناک حالت عوام کی وید اور ایشور پر اشر دھار یا غیر عقیدت مندی کا دکھاروتی ہوئی سوچ سوچ کر یہ آدھا شلوک پڑھ رہی تھی۔

"किं करोमि क्व गच्छामि को वेदानुद्धरिष्यति"

یعنی میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ اس اندھکار ناستکتا کے زمانے میں کون ویدوں کا اُدھار کرے گا۔ اس درد بھری اور پُر معنی آواز کو سن کر کمارل بھٹا چاریہ نے شلوک کو مکمل کرتے ہوئے جواب دیا:-

"नाविभैषी वरा रोहे भट्टाचार्योस्ति भूतले"

مطلب :- "اے پر یہ افکر مت کہ بھٹا چاریہ پر پختوی پر ویدوں کا اُدھار کرنے والا موجود ہے۔" اس واقعہ کے بعد سچ بچ بھٹا چاریہ کے دل میں ویدوں کے اُدھار اور ناستکتا کے سنگھار کی آگ سی لگ گئی، اور وہ سنار کی شکام سیوا کے لئے گرم کشتیر میں سرفروشی کی ٹٹالے کر گود پڑے۔ اس زمانہ میں ناستکتا کے فروغ کی ذمہ داری بودھ دھرم اور جین مت کے پیروکاروں پر عائد ہوتی تھی۔ اُن میں بہت سی ایسی ہی خامیاں آگئی تھیں، جو درحقیقت ان ہر دو مذاہب کے بانیوں کے عقائد کے خلاف بھی تھیں۔ یعنی وہ اپنے اپنے دھرم کا بھی سچا سروپ بھول گئے تھے۔ ویدوں کے سدھانت کے سمجھنے کی بات ہی الگ تھی۔ لیکن ان ہر دو مذاہب کے پیروکاروں کے ہاتھ میں ہر طرح کی طاقت تھی۔ حکومت ان کی اپنی تھی۔ قانون اپنا تھا۔ اکثریت کی طاقت انہیں نصیب تھی۔ پھر چار اپنے مشن کی تعلیم و تدریس کی تمام مراعات ان کے حصہ میں تھیں۔ بھارت و ریش کے طول عرض پر انہیں کا طوطی بولتا تھا۔ کسی کی کیا مجال کہ اُن کے خلاف زبان کھولے اور سانپ کے بل میں دیرہ دانستہ ہاتھ ڈالے۔ غرضیکہ ان ہر دو زبردست طاقتوں سے کمارل بھٹا چاریہ کی ٹنگر



تھی۔ ان کے خلاف جہاد کر کے ہی وہ اپنے دشمن میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ مگر یہ کوئی بچوں کا کھیل نہ تھا۔ بلکہ تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور خوفناک طاقت تھی جس کا کمارل بھٹا چار یہ کو سامنا کرنا تھا۔ وہ تھی وٹینوول بشیروں اور شاکتوں کی باہمی مخالفت اور اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک کا جذبہ فوقیت۔ شاکت کوں اور بھیرومت کے پیروکاروں کا مقابلہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہ تھی۔ ان لوگوں کا تو عقیدہ ہی یہ تھا کہ ان کے دیوتا انسان اور پھر ان میں سے براہمنوں کے سر کی بجائے ہی خوش ہوتے ہیں۔ گویا ایسے مت کے خلاف کچھ کرنا پھر اپنا سر تقبیلی پر رکھ کر میدان میں نکلنے کا چیلنج تھا۔ لیکن بہادر کمارل بھٹا چار یہ کو تو انہیں بد رسومات اور غلط عقیدت مندی کا قلع قمع کرنا تھا۔ اس لئے ان کو ان تمام برسرِ اقتدار طاقتوں سے ملکر لینے میں ذرا بھی خوف محسوس نہیں ہوا۔ اور انہوں نے ان کے خلاف جدیدہ دلیری کے ساتھ جہاد شروع کر دیا۔

یو دھ مذہب اور جین مت کے پیروکاروں کے خلاف عدائے احتجاج بلند کرنے میں اس وقت تک کمارل بھٹا چار یہ کو وقت معلوم دیتی تھی۔ جب تک کہ وہ ان کے دھرم گرتھوں اور فلسفہ کو اچھی طرح سمجھنے اور بیان کرنے کی قابلیت پیدا نہیں کر لیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے یو دھوں اور جینیوں کی درسگاہوں میں طالب علم کی حیثیت سے تعلیم پائی شروع کی۔ ان گرتھوں کو ادب فلسفہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کی۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہ ان کے سدھاتوں کے بنڈت ہو گئے اور حقیقت کو پہچان گئے۔ انہیں ان یاٹھ شالاؤں میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران میں بڑی بڑی مصائب جھیلنی پڑیں۔ مگر ایک سچے کرم یوگی کی طرح نیکی ارادے پر قربان ہو جانے کے جذبہ کے زیر اثر انہوں نے ہر مصیبت کو ہنستے ہنستے جھیلیا۔ صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ایثار پر وثوق اس رکھا۔ ان کے اس طالب علمی کے زمانے کا واقعہ تو نہایت درد انگیز ہے۔ — ایک دن کمارل بھٹا چار یہ کے گھر وٹے ویروں پر دوش (الزام) لگا کر ویدک مارگ کو غلط راستہ (مارگ) گردانا۔ علاوہ انہیں اور بھی بہت سی ایسی نکتہ چینیاں کہیں۔ جس سے کمارل بھٹا چار یہ کا دل زخمی ہو گیا۔ وہ ویروں کی اس ناجائز بے حرمتی کی تاب نہ لا سکے۔ ان کے صبر کا پیمانہ گویا لبریز ہو چکا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آیا۔ اتنا مضبوط انہوں نے اس حالت میں بھی کیا۔ لیکن دوسرے طالب علم تاڑ گئے کہ دال میں کچھ کالا ضرور رہے۔ ہوتہ ہو، کمال بھٹا چار یہ درحقیقت براہمن ہے اور ویروں کا پرم بھگت۔ لیکن ان کا جانی دشمن۔ القصد اس دن سے تمام طالب علم ان کی زندگی کے خریدار اور خون کے پیاسے بن گئے۔ وہ ہر وقت سوچا کرتے کہ کب موقعہ ہاتھ آئے اور کمارل بھٹا چار یہ کو ٹھکانے لگایا جائے۔

ایک دن کمارل بھٹا چاریہ ایک اونچے مندر کی دیوار پر بیٹھ ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ ان کی نگاہوں کے سامنے ملک و قوم کی دردناک نقشہ تھا اور دل میں اٹھ رہے تھے ولولے۔ کہ کس طرح اس حالت کا قصہ پاک ہو۔ ان کے دشمن طالب علموں نے عین موقع پاکر انہیں اچانک پیچھے سے زبردست دھکا دیا کہ وہ قلابازیاں کھاتے ہوئے فرش پر آ رہے۔ اُس وقت ان کی زبان پر جو لہرہ مستان تھا۔ اُس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے مستقل مزاج، بلند حوصلہ اور ایشور پر یقین رکھنے والے تھے۔ انہوں نے کہا۔ ”شرقی اپنے آشرقوں کی رکھشک ہے۔ ایشور اپنے بھگتوں کا محافظ ہے۔ اگر وید ایک اٹل حقیقت ہیں۔ اپنا ثبوت آپ ہیں، سوتا پرمان ہیں۔ تو میں ضرور زندہ رہوں گا۔ اور اس سچائی کو ڈنکے کی چوٹ سے سارے جہان پر پھیلاؤں گا۔“

کمارل بھٹا چاریہ سچ سچ جان سے بچ گئے۔ مگر ایک آنکھ پر ایسی چوٹ آئی کہ بنیانی جاتی رہی۔ اس پر بھی وہ خوش و غرم تھے۔ اس سے متعلق ان کا یقین تھا۔ ”کہ میں نے اپنے آپ کو چھپا کر پودھوں سے ان کے درشن پڑھے ہیں۔ جس کا پھل بلا ہے۔ کہ ایک آنکھ جاتی رہی ہے۔ یہ میرے اپنے کرموں کا پھل ہے۔ ورنہ دشمنوں کی کیا طاقت تھی کہ ذرا بھی ایذا پہنچا سکتے۔ لیکن چونکہ میں نے سچائی کی خاطر ہی ایسا کیا تھا۔ اس لئے مجھ میں وہ طاقت اور شکتی موجود ہے۔ جس سے میں ویدوں کا اقرار کر سکتا ہوں۔ بطالت کا نام نشان مٹا سکتا ہوں۔“

بس اُس دن سے پودھ اور جین گرنھوں کے پورے عالم ہو کر کمارل بھٹا چاریہ ملک کے طول و عرض میں گھوم گھوم کر حقیقت کا انکشاف کرنے لگے۔ پودھ دھرم اور جین مت میں آئی ہوئی خاموشی اور ان کی بنیادی کمزوریوں کے خلاف بیابانگ اظہار رائے کرنے لگے۔ جگہ بہ جگہ پودھوں کے ساتھ بڑے بڑے شاستر ارتھ سے انہیں شکست فاش دینے لگے۔ آپ کے لہرہ حق نے ایک قیامت خیز غافلہ ڈال دیا۔ ناسکتا کے بلند ایوان خود بخود مہندم ہونے لگے۔ کمارل بھٹا چاریہ پودھ اور جینیوں کے ممتاز پندتوں کو قائل کرتے ہوئے راجہ کے پاس پہنچے۔ اُس راجہ کے دربار میں بہت سے ودوان موجود تھے۔ یہ راجہ بھی بدھ مت کا پیروکار تھا۔ لیکن کمارل بھٹا چاریہ کو اُس نے اپنے دربار میں دیگر تمام علماء سے بلند مرتبہ پیش کیا۔ کمارل بھٹا چاریہ نے کہا۔ ”راجن! اگر تو ویدوں کی تہذیب والوں کے مت میں نہ ہوتا تو بہتر تھا اور قابل ستائش بھی تھا۔“

کمارل بھٹا چاریہ کے یہ الفاظ شنکر دربار کے تمام پودھ علماء کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ غصہ کے مارے آنکھوں سے چنگاریاں برسنے لگیں۔ چہرے متماٹھے۔ دانت پیس پیس کمر ویدوں کی تہذیب کرنے لگے۔ اور ویدک دھرم کو بیہودہ اور لغو ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ کمارل بھٹا چاریہ نے ان کی نڈر بانی کا معقول اور پختہ تہذیب جواب دیتے ہوئے سینہ تان کر شاستر ارتھ



کا چیلنج دیا۔ کمارل بھٹا چاریہ کے معقول جوابات کا راجہ کے دل پر بھی بڑا اثر ہوا۔ اس نے ملک بھر کے بودھ دھرم اور جین مت کے بہترین عالموں کو جمع کیا۔ اور کمارل بھٹا چاریہ کے ساتھ شاکسترا تھہ کرنے کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا۔ اس عالمگیر شاکسترا تھہ میں کمارل بھٹا چاریہ کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔ اور راجہ اُن کا شش بن گیا۔

اُس وقت سوامی شنکر آچاریہ جی براہمن کل جھوشن سنیا س دھارن کر کے دلش جاتی کے سدھار کے لئے میدانِ عمل میں قدم رکھ چکے تھے۔ شنکر آچاریہ نے جب ملک کے چاروں طرف اپنی نظر دوڑائی۔ تو اُن کو کمارل بھٹا چاریہ کی شہرت ہی ایک چمکتا ہوا ستارہ دکھائی دینے لگا۔ اُنہوں نے سوچا کہ ہمارے مشن کو تقویت دینے کے لئے کمارل بھٹا چاریہ کی امداد آبِ حیات کا کام کوبے کی۔ کیونکہ کمارل بھٹا چاریہ اپنے زمانہ کے لاثانی عالم اور مذاہبِ غیر کے فلسفہ کے پورے پورے واقف تھے۔ اُنہوں نے سینکڑوں جگہ بودھوں اور جینیوں کو ویدک دھرم کے مقابلہ میں پچھاڑا تھا۔ چنانچہ سوامی شنکر آچاریہ جی کمارل بھٹا چاریہ کو اپنا ممد اور معاون بنانے کی غرض سے اُنہیں ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔

سوامی شنکر آچاریہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کمارل بھٹا چاریہ کی تلاش کرتے کرتے پریاگ میں پہنچے۔ اس وقت انہیں ایک نہایت رنجدہ اور دل ہلا دینے والی خبر ملی، کہ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس کی شہرت شنکر وہ بزرگ آشرم سے چل کر آرہے ہیں۔ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس نے سینکڑوں مصائب کے سامنے چٹان کی طرح کھڑے رہ کر حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔ ویدک دھرم کا مہتو و عظمت ظاہر کی تھی۔ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس کا نام شنکر وید و ودھیوں اور ناستکوں کی رُوح فنا ہوتی تھی۔ جس کی علمی لیاقت کا لواحد و دست دشمن مانتے تھے جس کی قربانیاں اور ایثار مسلیم تھے۔ جو ویدک دھرمیوں اور ایشور بھگتوں کا واحد سہارا تھا۔ بڑی خوشی کے ساتھ شاکسترا گیا کے مطابق ایک پرانشیت کرنے کے لئے چادلوں کے چھملکوں کی آگ میں جل مرنے کو تیار بیٹھا ہے۔ شنکر آچاریہ جی نے جی بھی یہ غیر منشی۔ کلیجہ مسوس کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے لئے آپ کو دنیا اندھیر دکھائی دینے لگی۔ اُنہیں مایوسی کے ڈراؤنے اور خوفناک بادل نظر آنے لگے۔ اُن کی امید یاس میں بدل گئی۔ مگر فوراً ہی سنبھل کر کمارل بھٹا چاریہ کے پاس پہنچنے کے لئے بے تاب ہو گئے۔

جب شنکر آچاریہ جی موقع پر پہنچے، تو عجیب نظارہ پیش نظر دیکھا۔ چادلوں کے بھاری ڈھیر کو آگ لگا دی گئی ہے۔ اور اُس کے درمیان ایک مہان تعبوی مُورتی بر اجمان ہے۔ کون؟ ویدوں کا پرستار۔ حقیقت کا شیدائی اور استقلال کا محسوس کمارل بھٹا چاریہ۔ کمارل بھٹا چاریہ کے چہرے سے مسرت کا نوریں رہا تھا۔ ایک یزدانی نور اُن کے مکھ منڈل پر جھایا ہوا تھا۔ چھملکوں کی اس چٹا کے چاروں طرف اُن کے شاگرد کھڑے پھوٹ پھوٹ کر رہے تھے۔ یہ درد انگیز نظارہ دیکھ کر سوامی

شکر اچاریہ کا دل بھی قابو میں نہ رہ سکا۔ آخر بڑی جرات کر کے وہ چتا کے اور بھی نزدیک جا کر کہنے لگے۔ "ویدک عائیت کے آفتاب! دنیا بھر کی آنکھیں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ آپ کی علمیت فضیلت اور عظیم مثال قربانی کو دیکھ کر بڑے بڑے گمانی جیسے لوگ گوشہ نشینی کو ترک کر کے آپ کی مشن میں آ رہے ہیں۔ ہم آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ماہی بے آب ہو رہے ہیں۔ آپ ہمیں اور ملک کے ان سینکڑوں استری پرشوں کو کس کے حوالے کر کے جلتی ہوئی آگ کے شعلوں میں آسن لگائے بیٹھے ہیں۔ آپ کا یہ فعل دیکھنے والوں کے لئے خود کشی کا محرک ہوگا۔ اس لئے آپ اس بھڑک آگ سے نکل کر لاکھوں انسانوں کے لئے سچے دھرم کی جو آپ نے شاہراہ تیار کی ہے۔ اس پر چلنا بھی سکھایا۔ دھرم ثورت! استقلال کے دیوتا! کیا میری اتجا آپ کے دل میں کچھ خرابک پیدا کرے گی۔ میں آپ کی امید پر سب کام چھوڑ کر سیدھا آپ کے پاس آیا ہوں۔ میرے ساتھ یہ پنڈت لوگ آپ کو دیکھ حیران ہیں کہ آپ نے کونسا مہا پاپ کیا ہے۔ جس کا اتنا خوفناک پریشیت آپ کو سوجھا ہے؟ اسے ویدوں کے گیتا نا! آپ نے شاستروں کی مہانسا کی۔ آپ کے برابر ویدوں کا ارتھ جاننے والا کون ہوگا؟ آپ کے ہم پائے سچا اور عملی طور پر استیک اور ویدوں پر یقین رکھنے والا اب کہاں ملے گا؟ آہ! دیکھیں تو دلش اور جاتی کی حالت کو پھر ایک بار دیکھیں۔ جس دلش اور دھرم کی خاطر آپ کے دل میں اتنی تڑپ ہے اور قربانی کا مادہ ہے۔ اسے کس کے بھروسے چھوڑ چلے ہیں۔ اسے سچے مہاتما! ہماری پراقتنا کو قبول کیجئے، اور چتا سے باہر آ جائیے!"

کمارل بھٹا چاریہ نے اگرچہ اس سے پہلے سوامی شکر اچاریہ کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر ان کی شہرت ضرور کمارل بھٹا چاریہ نے کانوں سے سن رکھی تھی۔ اب جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ان کے سامنے وہی انسانوں میں افضل شری شکر اچاریہ جی کھڑے مخاطب کر رہے ہیں، تو نہایت خوش ہوئے اور ان کی بہت تعریف کی اور کہا۔

"پیارے شکر! مجھے افسوس ہے کہ آپ اس وقت تشریف لائے ہیں۔ جبکہ میں اپنی زندگی ختم کر چکا ہوں، میں آپ کا سواکت کرتا ہوں، اور تمام بھارت واسیوں کو جو ناسنکتا کے ظلم و ستم سے مقہور و مجبور ہیں، آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم خود گمانی ہو۔ اتنا اتر ہے میرے اس طرح جلنے سے میری حقیقت ناآلود نہیں ہوگی۔ میری اتما سدھار کی ان تمام خواہشوں کے ساتھ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گی۔ آپ کے یہاں آنے سے میری دلی آرزو پوری ہے۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ آپ سناٹ دھرم کو پھر سے بحالت کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ میں نے ویدک کرموں پر ویاکھیا کی ہے۔ کرم مارگ کو شودھن کیا ہے۔ طریق عمل کو صاف کیا ہے۔ بودھوں کے دلائل اور نکتہ چینی کا جو وید پر کیا کرتے تھے۔ حتی المقدور



غیر معمولی جواب دیا ہے۔ مجھے دنیاوی لذات اور اس زندگی کی اب ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔  
 ماہی میں اپنے میں یہ طاقت محسوس کرتا ہوں کہ اس پر انشجٹ کو ٹال سکوں۔ اس کی وجہ یہ ہے  
 کہ میں بودھ اور جین مت سے وگیان حاصل کرنے، ان کے فلسفوں سے پوری واقفیت پیدا کرنے  
 کی غرض سے ان کی پانچ شالاؤں کا مشق بنا۔ ان کے درشنوں کا کما حقہ مطالعہ کیا۔ میں جانتا ہوں کہ  
 ایک شبہ کا اپدیش کرنے والا بھی گورو کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ میں نے بودھ اور جین مت کے  
 درشن انہیں سے پڑھ کر انہیں کا کھنڈن کیا۔ ہر حینہ کہ ایسا کرنے پر میں حق بجانب ہوں۔ تاہم یہ  
 شاستر مریدا کے خلاف ہے۔ اور شاستر مریدا کے مطابق میں گورو گل کی مخالفت کا مجرم ہوں۔  
 اس مجرم کا پر انشجٹ یہی ہے کہ میں چالوں کے چھلکوں کے ڈھیر میں اپنا شریرہ جسم کر دوں تاکہ میں  
 اس پاپ کا ازالہ نہیں کر لوں، اور دوسرے جنم میں مجھ پر اس پاپ کا کوئی اثر نہ ہو۔ مجھے اس  
 بات کا ٹھہر ہے کہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے۔ صداقت کے بول بالا کے لئے ہی کیا ہے مجھے مرنے  
 کا ہرگز خوف نہیں۔ میری آتما اس جاری کپے ہوئے کام کو اس بھوتک شریرہ کو چھوڑ کر بھی کرے  
 گی۔ اور اس طریقہ سے کرے گی۔ جس میں پوری شکتی ہوگی اور کامیابی ہوگی۔ اس لئے مجھے یہ غم نہیں،  
 کہ میں اپنا کام اُدھورا چھوڑ رہا ہوں۔ آپ جیسے مرد میدان میرے مشن کو پہلے سے لئے ہوئے کام  
 کر رہے ہیں۔ اب میری آتما آپ کی آتما سے بل کر غیر مرئی طور پر اپنے مشن کو پورا کرے گی۔ اس  
 لئے آپ میرے جل جانے پر افسوس نہ کریں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ میں شاستر مریدا کی تعظیم میں اپنے  
 عناصری جسم کو قربان کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ لوگ میرے دیہ تیاگ پر شانت رہیں گے۔ افسوس نہیں کریں  
 گے۔ آپ میرے سب سے بہترین مشق منڈن مشرتے پاس جاؤں۔ وہ آپ کے کام کا آدمی ثابت ہوگا۔  
 اگرچہ وہ ویدک دھرم کے پرچار میں لگا ہوا ہے۔ مگر ویدانت شاستر پر ابھی اس کو دشا اس پیدا  
 نہیں ہوا۔ اس کی استری بھی بڑی عالمہ ہے۔ اس کو قائل کر کے اپنے ساتھ بلا لو۔ ایشور بھلی کرے گا۔  
 اچھا اب آخری وقت پر مجھے ایشور دھیان کی آگیا دیں۔ اتنا کہہ کر کمارل بھٹا چاریہ ایشور کے دھیان  
 میں لین ہو گئے۔ اتنے میں آگ کے شعلہ بھی توروں کے ساتھ بھڑک اٹھے۔ کمارل بھٹا چاریہ کمال  
 استقلال کے ساتھ بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ آخر میں ان کے جسم کی نورانیت آگ کے شعلوں میں  
 مل گئی، اور باقی جسم راکھ ہو کر چھلکوں کے راکھ میں محو ہو گیا۔

کمارل بھٹا چاریہ کے مشریر تیاگ کے اس واقعہ نے شکر آچاریہ کے حوصلے اتنے بلند کر دیئے  
 کہ جس کا نتیجہ ان کی کامیابی اور دگ وجے کی صورت میں ظاہر ہوا +

# موت کا دن

شری سوامی برہمانند جی

جب موت کا دن آئے گا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 دُنیا میں دل کو بلا دیا | تیری کے بھجن کو بھلا دیا  
 مانس جنم کو مِلا دیا | تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 جب روگ آئے ستائے گا | کھٹیا پہ تجھ کو بٹائے گا  
 کوئی کار کام نہ آئے گا | تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 سست میت باندھو ناریاں | دھن مال محل اٹا دیاں  
 تیری چھوٹ جائیں گی ساریاں | تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 یم دوت لے کر جائے گا | تجھے نرک زنج گرائے گا

برہمانند پھر پچھتائے گا!  
 تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

# کال کا نگارہ

شری سوامی برہمانند جی

غافل تو سوچ من میں ہری نام کیوں بھارا  
 جو بن بھری ہے ناری، دل کو لگے پیاری  
 گھر مال دھن خزانہ سنگ میں کوئی نہ جانا  
 سند ہے دیہہ تیری، ہووے جسم کی ٹھہری  
 سنا نہیں بجے ہے، سپر کال کا نگارا  
 جب موت کی تیاری، تجھ سے کرے کٹارا  
 کیوں دیکھ دل بھانا، سب جھوٹ ہے بھارا  
 پل کی لگے نہ دیری، برتھا کرے وچارا  
 مایا کے جال ماہی، مٹو رکھ رہا پھسائی  
 برہمانند موشش پانی، ہری چرن کو سہارا

# کیا سورا مسافر

کیا سورا مسافر بیتی ہے زین ساری۔ اب جاگ کے چلن کی کر لے سہی تیری  
 تجھ کو ہے دور جانا، نہیں پاس میں سمانا۔ اگے نہیں ٹھکانا، ہووے تیری خواری  
 پونجی سمجھی گواٹی، کچھ نہ کمری کسائی۔ کیا لے وطن میں جاٹی، قرضہ کیا، بھائی  
 وٹس میں ٹھکوں کے آیا، دبرہ جال میں پھسایا۔ پریش دل نہ آیا، گھر کی سدھی ساری  
 اٹھ چل نہ دیر کیجے سنگ میں سامان پیچے۔ برہمانند کال پچھچھے مت، پینڈ کر پیاری

شری  
 سوامی  
 برہمانند  
 جی



# بابا فرید

”فرید اودمی ایہہ بہادری کر گنگ کا تباگ“

فرید صاحب پورے خدا پرست، سچے بھگت اور کامل فقیر تھے۔ وہ کبھی کبھی ایسے کام کرتے تھے کہ جن کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے خیال میں مست سر جھکائے سڑک پر ٹہلتے ٹہلتے کہیں جا رہے تھے کہ چوں چوں کی کشت خدا نے پیہم نے انہیں چونکا دیا۔ انہوں نے اوپر نظر اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چھکڑا یوریوں سے لدا جا رہا ہے۔ یوریوں میں کھانڈ بھری ہوئی تھی جس کو گاڑ بیان کرایہ پر لے جا رہا تھا۔ شیخ فرید نے اُس گاڑ بیان سے پوچھا۔ ”بھائی ان یوریوں میں کیا بھرا ہے؟“ گاڑ بیان نے فرید کی دیوانہ صورت، مستانہ سیرت دیکھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا ”ریت“ شیخ فرید نے بڑی ملائم آواز میں کہا۔ ”اچھا بیٹا! تیری بات سچ ہو۔“

چھکڑا سوداگر کے مکان پر پہنچ گیا۔ سوداگر کے مزدوروں نے چھکڑے سے اتار کر یوریوں کی ایک طرف دھانک لگا دی، چھکڑا خالی ہو گیا۔ گاڑ بیان نے سوداگر سے کرایہ طلب کیا۔ سوداگر نے کرایہ کے نئے رقم نکالنے کے خیال سے حیب میں ہاتھ ڈالا۔ معاً اُسے خیال آیا کہ پہلے اپنا مال تو بھیک طور پر دیکھ بھال کر گن گن لینا چاہیئے۔ گاڑ بیانوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ چنانچہ پہلے اُس نے ایک ایک کر کے تمام یوریاں گنیں۔ اس کے بعد اُس نے ایک یوری کا منہ کھولا۔ توجیرت اور غصہ کے مارے لال پیلا ہو کر چلا اٹھا۔ اوبد معاش، بے ایمان گاڑ بیان! ادھر آ دیکھ؟ پاچی! میں نے کھانڈ لدا دئی تھی کہ ریت؟“

گاڑ بیان بیچارہ لرزتا، کانپتا اُس یوری کے پاس پہنچا۔ یوری میں سچے ریت بھری ہوئی تھی۔ حیرت سے ملی ہوئی ندامت اور بدنامی کے احساس سے زمین میں گر گیا۔ بولنے کی ذرا تاب نہ رہی۔ گویا کسی نے ہونٹ سی دیئے ہیں۔ اتنے میں سوداگر نے دو چار اور یوریوں کے منہ کھول ڈالے، مگر وہاں آدے کا آدہ ہی پکڑا ہوا تھا۔ سوداگر اُور بھی جھنجھٹایا۔ گاڑ بیان کی مسلسل خاموشی سے تو اُس کے سینے پر سانپ سا لوٹ رہا تھا۔ گاڑ بیان کو دھکا دے کر سوداگر کوٹک کر بولا۔ ”اچکا کہیں کا جا! چوبیس گھنٹے کے اندر اندر میری کھانڈ مجھے لا دے۔ ورنہ جان سے ٹھکی اور بد معاشی کا بھوت اتار دینے والی جیل کی ”ہوا“ کھلائے بغیر تجھے چھوڑنے کا نہیں۔ اب تو گاڑ بیان کے ہوش اُڑ رہے تھے۔ پاؤں تھلے سے زمین کھسک رہی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھائے جا رہا تھا۔ وہ وہاں سے دوڑا اور بے اختیار دوڑا۔ وہاں سے چلا گیا۔

ہوش کم، چہرے پر ہواٹیاں جھوٹ رہی تھیں، رنگ زرد، کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ اسی حالت میں پانچ کا پتہ گاڑ بیان شیخ فرید کے قدموں پر آگرا، اور مشکل سے یہ الفاظ زبان سے نکال سکا۔ "شیخ جی! ایک بار مجھے بخش دو۔"

شیخ فرید کو اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا رحم آیا۔ اٹھا کر پیار کیا۔ گاڑ بیان کا دل ذرا ٹھہرا۔ طبیعت گوچھ اطمینان ہوا، اور تسلی نصیب ہوئی، گھبراہٹ اور پریشانی دور ہوئی۔ تو فرید نے گاڑ بیان سے معاملہ دریافت کیا۔ گاڑ بیان نے کہا۔ "اے ولی اللہ! ہندہ خدا! کل میں نے بڑی حماقت کی، ستہ گیا۔ آپ کو مجذوب، دیوانہ خیال کر کے آپ کا مذاق اڑایا۔ آپ کے سوال کا جواب غلط دیا، سراسر جھوٹ بولا۔ کھانڈ کو ریت بتلایا۔ مگر آپ کا کہنا ٹھیک نکلا۔ آپ نے میرا جواب سن کر کہا تھا۔ بھائی! تیری بات سچ ہو۔ سو وہ تمام کی تمام کھانڈ ریت ہو گئی ہے۔ کھانڈ کا مالک سوداگر بنسی دھر مجھ سے اپنی کھانڈ طلب کرتا ہے۔ میں غریب بھلا اپنی کھانڈ کہاں سے لاؤں، میرا کٹنا بخشیں اور اس ریت کو پھر ویسے ہی کھانڈ کر دیں۔" شیخ جی نے مسکرا کر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ "اچھا! ایسا ہی ہوگا۔"

گاڑ بیان واپس سوداگر کے پاس آیا، بوریاں کھولی گئیں، تمام کی تمام میں کھانڈ بھری پڑی تھی۔ کل جن میں ریت دیکھی گئی تھی۔ اب ان میں بڑی عمدہ کھانڈ تھی۔ گاڑ بیان بڑا خوش ہوا۔ سوداگر تو بڑی حیرت میں مبتلا ہو رہا تھا۔ بار بار آنکھیں مل مل کر دیکھتا کہ کہیں دھوکا تو نہیں۔ دل ہی دل میں کہتا تھا کہ "الشور! یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ گاڑ بیان ہے یا کہ جادو کر رہے کہ چھلیا؟ آخر گاڑ بیان نے سارا ماجرا سنایا تو اس کو اطمینان حاصل ہوا۔ اور گاڑ بیان کو بڑی خوشی کے ساتھ اس کی مزدوری کرایہ چیک کرا دے کر رخصت کیا۔ اس معجزہ کو سنکر ایک دیہاتی کو بھی شوق پڑا کہ میں بھی فقیر ہو سکتا ہوں اور ایسا کامل صیسا کہ شیخ فرید سنا گیا ہے۔ یہ سوچ کر وہ سیدھا شیخ فرید کی جھونپڑی میں آدھمکا، اور شروع میں ہی کہہ ڈالا کہ "شیخ جی! میں بھی فقیر بننا چاہتا ہوں، مجھے بھی ایسی کرامات سکھا دیجئے۔"

شیخ فرید نے کہا۔ "اچھا بھائی! چلو تو میرے ساتھ۔ سورج مغربی دیواروں میں اتر رہا تھا۔ اس جہاں کا اپنی الوداعی نظروں سے جائزہ لے رہا تھا۔ روتے زمین پر سنہری خوشگوار روشنی چھا رہی تھی مشرق کی طرف سے رات تاریکی کا طوفان اٹھائے دے پاؤں چلی آ رہی تھی۔ وہ اسی تاک میں تھی کہ سورج کہیں اپنی سنہری کرنوں کا تاج اُتار کر ان مغربی وادیوں میں آرام لے۔ تو جھٹ آن واحد میں تمام عالم کو اپنے تاریکی طوفان کی لپٹ میں لے لوں۔ شیخ فرید اور دیہاتی جاٹ دونوں شانہ بشانہ جا رہے تھے۔ ایک جگہ پر بہت سی اینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ شیخ جی نے ان کو چھو کر کہا "یہ سب سونے کی اینٹیں ہو جائیں۔"

آنکھوں آنکھوں میں وہ تمام اینٹیں سونے کی ہو گئیں۔ دیہاتی بڑا حیران ہوا۔ شیخ فرید چھپتے



سورج کے رنگین اور شہری نظاروں کو دیکھ دیکھ کر اپنے خیالات کو سورج کی آخری کرنوں کی شہریت میں ڈبو ڈبو کر شہری اور خوبصورت بنا رہے تھے، اور دیہاتی جاٹ مشرق کی جانب سے اُٹھنے والے تاریکی طوفان کے خیال میں اپنے باطن اور خمیر کو غرق کر کے تاریک اور بدناما بنا رہا تھا۔

شیخ فرید نے آگے قدم اٹھایا۔ دیہاتی جاٹ نے نظر بچا کر ان اینٹوں کے ڈھیر میں سے ڈو اینٹوں کو اٹھا کر اپنی بغل میں چھپا لیا اور پیچھے پیچھے ہولیا۔ کچھ دور جا کر شیخ فرید چلتے چلتے بیکخت رُک گئے، اور ساتھی جاٹ کی طرف جھک کر کہنے لگے: ”اُسے بھائی! یہ مٹی کی اینٹیں تھے کہاں سے بل گئیں۔ دیہاتی نے دیکھا، تو سچ مچ وہ دونوں سونے کی اینٹیں مٹی کی اینٹیں ہو گئیں۔ چنانچہ اُس نے انہیں پھینک دیا تب فرید نے اُس سے کہا: بھئی! ایک طرف تو تم اینٹوں تک کی چوری کرنے سے دریغ نہیں کرتے، اور دوسری طرف فقیر بھی بننا چاہتے ہو۔ یہ عجیب معاملہ ہے۔“ دیہاتی یہ سنکر مارے شرم نظر اویہ نہ کر سکا۔

فرید! جنگل ڈھونڈیں سنہ گھنا بیٹے ثریا نہ دت  
فرید! دل اندر دریاؤں گندھی لگا کی پھریں  
فرید! اکناں مت خدائے دی اکناں منگ لئی  
فرید! وڈی ایہ بہاوری کر گنگ کو تیاگ  
فرید! ویناٹسکی شہر دی جو بیٹھے پھس جائے  
جو اس سے نیارا رہے تاہیں بلے خدائے

## بہارِ زندگانی

(از ہمنہ جگن ناتھ جی دت)

جو پکڑائے مجھے اگر وہ دورِ آسمان کیوں ہو  
نہ ہو جس کو سمجھ اپنی وہ میرا راز داں کیوں ہو  
نہ ہو سودا اگر سسر میں تو یہ کارِ نیاں کیوں ہو  
جہاں اپنے ہی اپنے ہوں تو کوئی درمیاں کیوں ہو  
مئی آنکھوں میں میری اور آہوں میں ٹھوہاں کیوں ہو  
خدا جب دل میں رہتا ہے تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو۔

بہارِ زندگانی پر میری دار و خزاں کیوں ہو  
یقین موت یہ میری حیاتِ جاوداں کیوں ہو  
ہو واجب سامناں کا تو ہم ہی ہو گئے ان کے  
مجھے بنے غیر سے نفرت یہ دل ہے غیر سٹالی  
جلے دل تو یہ تاریکی بھی کافور ہو جائے  
اے او ڈھونڈھنے والے کبھی سوچا بھی یہ تو نے

# اسرار معرفت

سوال و جواب مابین شاہزادہ داراشکوہ و باوالال دیال جی ہزاراج

## پہلی مجلس

یہ الہی جہینے کی چودھویں تاریخ میں جبکہ سمت ۱۷۰۲ بکرمی تھا۔ شاہجہان کو تخت پر بیٹھے ہوئے ایک سو سال تھا۔ دارالسلطنت لاہور میں جعفر خان صادق طہرانی کے بارغ میں منعقد ہوئی۔ اور شاہزادہ داراشکوہ اور سوامی شری لال دیال جی کے مابین سوال و جواب کے طریق میں گفتگو کا اتفاق ہوا۔ داراشکوہ کی طرف سے سوال ہے۔ اور سوامی شری باوالال دیال جی کی جانب سے جواب :-

سوال	جواب
فقیر کا اول اور آخر کیا ہے ؟	اول فنا اور آخر بقا ہے۔
فقیر کی سر بلندی کس میں ہے ؟	اپنے سر کو نیچے جھکانے میں۔
فقیر کی عقلمندی کس میں ہے ؟	دلربا یعنی خدا کے سوا کسی اور چیز پر اپنا دل نہ لگائے۔
فقیر کی توانائی یعنی طاقت کیا ہے ؟	عاجز ہونا اور بے طاقت بن جانا۔
فقیر کی عاجزی اور بے طاقتی کس میں ہے ؟	اپنے آپ کو پہچاننے میں۔
فقیر کی رنگینی یعنی غولی اور زیبائش کیا ہے ؟	خدا کا جانا۔
فقیر کی روشنی کیا ہے ؟	خدا کے مراقبہ (دھیان) میں دُوبے رہنا اور اس کے سوا اور کچھ نہ کرنا۔
فقیر کے ہر پر کیا چیز ہے ؟	خدا کا سایہ۔
فقیر کے سامنے کیا ہے ؟	موت۔
فقیر کے دلوں ہاتھ کہاں ہیں اور اس کی طاقت کا کیا حال ہے ؟	ہاتھ دونوں جہان پر رکھتا ہے اور اس کی طاقت دین یعنی پنتھ میں مضبوط ہے اور دنیا میں کوتاہ یعنی دنیا کی طرف فقیر کے ہاتھ بڑھے ہوئے نہیں ہوتے۔ بلکہ کوتاہ ہوتے ہیں۔



## سوال

## جواب

فقیر کے پاؤں کہاں ہیں ؟  
 فقیر کو کمر باندھنی کہاں مناسب ہے ؟  
 فقیر کے دل کا فکر کس میں ہونا چاہیئے ؟  
 فقیر کو شک کس میں ہے ؟  
 فقیر کی آنکھ آلودہ کا کیا حال ہوتا ہے ؟

فقیر کی سواری کیا ہے ؟  
 فقیر پر کیا واجب ہے ؟  
 فقیر میں سستی کس میں ہے ؟  
 فقیر کی چالاک کس میں ہے ؟  
 فقیر کے آرام کی مضبوطی کس میں ہے ؟  
 گوشہ نشینی میں قوت کیونکر ہوتی ہے ؟  
 فقیر کا ہیمان کون ہوتا ہے ؟  
 فقیر کے کان کیسے ہونے چاہئیں اور زبان کیسی

ہو ؟

فقیر کی کوشش کس میں رہتی ہے ؟  
 فقیر کا گھر کہاں ہوتا ہے ؟  
 فقیر کا ملک کیا ہے ؟  
 فقیر کا مال کیا ہے ؟  
 فقیر کے خزانے کا قفل کیا ہے ؟  
 فقیر کے گھر کے قفل کی چابی کیا ہے ؟  
 فقیر کی بارگاہ اور اس کی مستند کا تکیہ کیا ہے ؟  
 فقیر کے گھر کا چراغ کیا ہے ؟  
 فقیر کے بیٹھنے اور سونے کا فرش کیا ہے ؟  
 بھوک کے وقت فقیر کی خوراک کیا ہوتی ہے ؟  
 فقیر کے حلق میں لقمہ کس چیز کا ہوتا ہے ؟

دامن میں ہیں اور پایداری نہیں رکھتا۔

پیر کی خدمت میں۔

صبوری (سنتوش) میں۔

اس میں کہ جو عبادت کرتا ہوں وہ قبول ہوگی یا نہیں۔  
 نثار آلودہ ہوتی ہے اور اپنے یار کے چہرہ کو

دیکھنے والی۔

محبت اور خاص محبت کا ارادہ کرنا۔

دل اور راستہ کا جاگنا۔

زیادہ کھانے میں۔

قواعد کے موافق احتیاط کے ساتھ کھانے میں۔

گوشہ نشینی میں۔

خدا کے رزاق پر توکل کرنے میں۔

جسم اور جان۔

کان تو حق امر (پر ماتم گیان) کے سننے والے ہوں

اور زبان بیہودہ باتوں سے خاموش رہے۔

اس میں کہ ہمیشہ خدا کا تصور آغوش میں رہے۔

خدا کی مخلوقات اور اس کے ملک میں۔

خدا کا نام۔

تندرستی۔

شہوت پر نگاہ رکھنا۔

خدا کی محبت اور اس کے شوق کا ارادہ۔

ہوا اور ہوس دل سے دور کر دینا۔

آفتاب اور ماہتاب۔

زمین۔

اپنا گوشت۔

صبر کے طعام کا۔

(باقی پھر)

# ڈاک گھر بچت بینک میں

## ۲۰,۵۰,۰۰۰ روپے کے ۱۱,۱۱۶-انعام

### ہر سال ۳۱ جنوری - اور - ۳۱ جولائی کو

- ۱۔ اپریل سے ۳۱ ستمبر تک جمع کم سے کم ۲۰۰ روپے کے سبھی کھاتوں کو اگلے سال ۳۱ جنوری کو نکلنے والے انعامی ڈرا میں اور
- ۲۔ اکتوبر سے ۳۱ مارچ تک جمع کم سے کم ۲۰۰ روپے کے سبھی کھاتوں کو اگلے سال ۳۱ جولائی کو نکلنے والے انعامی ڈرا میں شامل کیا جاتا ہے۔
- ۳۔ آپ کی جمع رقم پر ۵ فیصدی ہر سال سود بھی ملتا ہے۔ اور آپ اپنا روپیہ چیک سے نکال بھی سکتے ہیں
- ۴۔ آپ ڈاک گھروں میں کٹی کھاتے کھول سکتے ہیں۔ (لیکن ایک ڈاک گھر میں ایک سے زیادہ کھاتے نہیں کھولا جاسکتا) اور کئی انعام پاسکتے ہیں۔
- ۵۔ اگر آپ اپنے بچوں کے نام کھاتہ کھلوائیں تو وہ بھی انعام پاسکتے ہیں۔
- ۶۔ اس بارے میں آپ :- علاقائی ڈائریکٹر

قومی بچت تنظیم، دلی سے فون نمبر ۲۲۴۷۲۵، ۲۲۵۰۹۳،  
 ۲۲۵۵۵۹ اور ۳۸۷۱۹ پر  
 مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

جاری کردہ :- محکمہ اطلاعات و اشاعت، دلی انتظامیہ دلی



# بِسنت

از قلم امیر الشعراء دیوان پتید اس صاحب قمر

طرح :- ”دیکھئے امسال کیا کیا رنگ لاتی ہے بہار“

خوشیوں کی ایک لہر ہے آنا بسنت کا  
پتوں پہ لکھ رہا ہوں فسانہ بسنت کا  
لٹتا ہے بے دریغ خزانہ بسنت کا  
موتی ہے پٹا پٹا پر دانہ بسنت کا

فضل و کرم ہے یا ہے زمانہ بسنت کا  
کانٹا بنا کے لوگ قلم نذرِ یار کو  
درو زباں ہے جب سے ترانہ بسنت کا  
شبِ نیم سجدہ رہی ہے جسے چشم کم نظر

ہر طرف سامانِ عشرت کے دکھاتی ہے بہار  
مردہ دل اور نا اُمیدوں کو اٹھاتی ہے بہار  
رحمتِ حق سے اگر بگڑی بناتی ہے بہار  
بد نصیبوں کے چین سے روٹھ جاتی ہے بہار  
دہر میں اُجڑے گھروں کو جب بساتی ہے بہار  
رفتہ رفتہ غم کے طوفان کو مٹاتی ہے بہار  
بہن کے خوشیوں کا سبب دل میں سماتی ہے بہار  
کامیابی کے وہیں پیغام لاتی ہے بہار  
بیچ کے قابل جو کوئی کھیت پاتی ہے بہار  
گل خزاں کے ساز و سامان کو جلاتی ہے بہار  
گل جہاں رَو و بدل ہے یہ سناتی ہے بہار  
کرشن کیشو دکھ بہن کے گیت گاتی ہے بہار  
گاہ گراتی ہے ہمیں اور گاہ اٹھاتی ہے بہار

گلستان میں پھر خزاں کے بعد آتی ہے بہار  
فیض کی گنگا چین میں جب بہاتی ہے بہار  
شکر کا کلمہ زباں پر کیوں نہ گائے دم بدم؟  
کھیل قسمت کے سمجھ لو کیا بہار اور کیا خزاں  
دل میں لگ امید ہے ہم کو بہارِ زندگی  
پختگی اپنے ارادوں میں ہمیشہ چاہیے  
جب عنایت کی نگاہیں ہم پہ ہوں جگدیش کی  
جس مبارک قوم کے پیشِ نظر ہے اتحاد  
خود بخود اُس کے قدم آتے ہیں بن کر اغیار  
اُگ کے شعلے نکلتے ہیں مخالفت کے خلاف  
ایک دن میرا بھی ہوگا کو پچ اس گلزار سے  
برندابن میں ٹہنیوں کا جھومنا پتوں کے ساتھ  
آج پھولے ہیں تو کل کھلائیں گے، کہتے ہیں پھول

صبر کی اور شکر کی تلقین سے لکھا قمر  
دیکھئے امسال کیا کیا رنگ لاتی ہے بہار

# کہتی ہے خلق خدا، ہم کو غائبانہ کیا اوم پریمیوں کے تعریفی خطوط

از لدھیانہ - ۱۹ فروری ۱۹۷۸

پریم آدرتہ شری سندھ جی - سادہ پرنام

پیارے "اوم" کا سالنامہ ۱۹۷۸ کا شانتی انک پراپت ہو گیا ہے۔ بھگوان کی اپار دیا سے اس کی تیاری میں لگا۔ آپ کا پرشار تھ پورن روپ سے سمیٹ رہا ہے۔ اس انک کا یہ پرچہ باہر سے بھی خوب شاندار ہے۔ اس کی چھپائی اور گیسٹ آپ بہت سندر ہے۔ اور اس کے اندر کے لیکچر بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ اس لئے آپ کا اور عزیز برہما نند دونوں کو اس سمیٹل پرشار تھ کی ہار دک بدھائی آریں گے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ کونسا مضمون پہلے پڑھوں میں نے فہرست مضامین پر نگاہ دوڑائی، تو کچھ فیصلہ نہ کر سکا، کیونکہ ہر لیکچر اور ہر نظم کا عنوان ہی اپنے اپنے ڈھنگ سے اتنا دلکش ہے کہ ہر ایک اپنی برتری کی ڈٹی محسوس ہوا کہ جہاں سے چکھا میٹھا اس ہی میٹھا اس ہر جگہ بھری ہوئی ہے۔ آپ نے حقیقت میں اس کو ہر طرح سے منور اور مفید بنانے میں بہت محنت اور خدمت دی سے کام لیا ہے۔

یہ سالنامہ واقعی شانتی کا ایک میٹھا چشمہ ہے جس کے انیک گھاٹ بنائے گئے ہیں جو گھاٹ جس کو اپنی پرکرتی اور رچی کے انوکولی پر تپت ہو، وہیں سے وہ شانتی کے پیالے بھر بھر کر پیتا ہوا اپنی تربیتی کر سکتا ہے۔ شر دھا بھاؤ والے کے لئے اس میں بھگتی مہارانی کا انوکھا گھاٹ موجود ہے۔ برہم کی انوکھوتی کے اچھلاشی کے واسطے گیان کے پتر گھاٹ کا دوار کھلا ہے اور اسی طرح سینوا یا پریم اور لوگ یاد دھیان اتیادی مارگوں کے پتھک کے لئے ان کی منو کا منا پوری کرنے کے لئے جد اجد اسندر گھاٹ اپنی شان دکھا رہے ہیں۔ غرضیکہ جو کوئی بھی شانتی پر اپتی کا اچھک سچی بھاونا سے جس بھی شاستر وکت سادھن سے پریم شانتی کا خواہاں ہے۔ وہ شانتی انک کی سہاٹنا سے اپنی انکشا پوری کر سکتا ہے۔

اس انک میں سب شاستروں کی اتم شکشاؤں کا بخوڑ بھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ انک بجائے خود ایک شاستر روپ بن گیا ہے۔ ہر پرکار کے سادھکوں کے لئے بے حد لاجھکاری سدھ ہوگا۔ اس لئے آپ ان سب کے دھتے باد کے پاتر ہیں۔ بھگوان آپ دونوں باپ بیٹے کو سو ستھ تھ آندت رکھیں۔ تاکہ پیارے "اوم" کے دھرم پرچار کا یہ یگیہ جو آپ نے رچا یا ہوا ہے۔ اس کی سنگندھی سے دھرم پرلی سخن عرصہ دراز تک مستفید ہوتے رہیں۔ (اوم تم) کانشی رام چاولہ



از جگراؤں - ۲ فروری ۱۹۷۸ء

پیرم مانیہ شری نندہ صاحب

اوم آئند - پیارے اوم "کلیارا" شانتی انک" ملا۔ آپ نے اپنی سالیقہ روایات کے مطابق اس انک کی تکمیل میں جس محنت، ذمہ داری اور روحانی احساسات کا ثبوت دیا ہے، وہ قابل تحسین صد آفرین ہے اور حاضریہ میں جبکہ اردو کے قدروانوں کی دن بدن مایوس کنی ہوتی جا رہی ہے، "اوم" جیسے معیاری دھارمک رسالہ کو جاری رکھنا ہی کاردار ہے، اور اس پر طرہ یہ کہ آج ہر سال اتنے ضخیم نمبر شائع کر کے معرفت، روحانیت اور حقیقی انسانیت کی قدروں کے ساتھ اردو ادب کو قائم و دائم رکھنے کا ہمتہ کئے ہوئے ہیں۔ آپ کی ان کاوشوں کی جتنی بھی سراہنا کی جائے کم ہے۔ "اوم" کے ذریعہ آپ کا جذبہ حقیقت اور پرکھو بھگتی کا درس حیات صحیح معنوں میں عوام کے اخلاق کو اونچا اٹھانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ "شانتی انک" کے جملہ مضامین نظم و نثر منش و اثر کو حقیقی تسکین قلبی مہیا کرنے کا سادھن اور اسے انسانیت کی سچی راہ پر گامزن کرنے کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس میں مہا بھارت کا شانتی پر ب شامل کر کے آپ نے بڑی موقعہ شناسی کا پرچہ دیا ہے۔ کاش! منش جاتی اس سے لایہ اٹھانے کا تین کرے! ایک اور گن جو اوم کی ہر دلعزیزی کا یقینی ثبوت ہے۔ وہ یہ کہ اس میں بلا لحاظ مذہب و ملت سب دھرموں کے عقیدوں و ان کے سچا لکوں یا سچے پیروکاروں کی سوانح حیات یا اپدیشوں سے عوام کو مستفید کیا جا رہا ہے۔ پر ماتما سے پرارکھنا ہے کہ "اوم" دن دگنی و رات چو گنی اُنتی کرے!

شہہ چننگ - ٹیکنگھ با نسل ایم۔

از تارا گڑھ (پنجاب) ۲۸ جنوری ۱۹۷۸ء

پیرم پوجنیہ مہاتما گورکھ ناتھ جی صادر پر نام

پیارے اوم "کا" شانتی انک" مجھے پراپت ہوا۔ بڑے شوق و تجسس سے تمام مضامین دیکھے۔ کئی بار پڑھے۔ کلچرک کے اس گھور اندھکار میں جبکہ چاروں طرف مادیت کے پرستار انسان اور انسانیت کو تباہ کرنے کے دپے نظر آرہے ہیں۔ اطراف عالم میں پھیل رہی مادی روشنی کے پس منظر میں خوف و دہشت ہراسیگی، بے بسی اور بے چارگی نظر آرہی ہے۔ رسالہ "اوم" نور خدا بن کر مخلوق عالم کو صحیح سمت سے آگاہی دینے و سچی شانتی عطا کرنے کا عظیم کام سرانجام دے رہا ہے۔ آپ کی ہمت قابل داد ہے۔ "اوم" تمام مذاہب کے رہبروں، پیغمبروں کے اقوال و زریں کا مرقع اور سب کی بھلائی و بہتری چاہنے والا۔ موجودہ دور کا بہترین جریدہ ہے۔ دعا ہے کہ یہ دن دگنی رات چو گنی ترقی کرتا ہو! اپنے مشن میں مزید کامیابی حاصل کرے۔

آپ کا۔ گورکھ سائول پردھان بلاک ٹریننگ  
تارا گڑھ

از چند ہی گڑھ - ۳۱ فروری ۱۹۷۸ء

## شریمان مانیہ لوگ برہما تندرہ جی !

سنت شری اکال پروان ہووے۔ رسالہ اوم کے ذریعہ آپ بھارت ورثی باشندوں کی نہایت اچھے طریقہ سے روحانی و ایکتا رکھنے کی سیوا فرما رہے ہیں۔ اس نیک کام کے لئے بندہ آپ کو بدھائی دیتا ہے۔ پرماتما آپ کو اسی طرح سیوا جاری رکھنے کے لئے دراز عمر و قوت عطا کرے۔

کرتار سنگھ کوڑا سپرنٹنڈنٹ سنٹرل ایکسائز کسٹمز کلاس ایجنڈی گڑھ

از ارجن سنگھ - گوڑ گاؤں (ہریانہ) ۲۰ فروری ۱۹۷۸ء

## سالنامہ شانتی انک ۱۹۷۸ء مخفی استوار روحانیت کا گلستہ

افضل ہے ہر اک کام سے بھگوان کی بھگتی دریا ئے کرم جاری ہے ذی شان کی بھگتی  
بھگتوں کے قدم لیتے ہیں سلطان زمانہ ایشور سے بلا دیتی ہے انسان کی بھگتی

میرے قابل تعظیم شری گورکھ ناتھ تندرہ صاحب و شری برہما تندرہ صاحب جن کی ذات بابرکات کے کرم کے طفیل بے شمار لوگوں کو روحانی فیض و سرور میسر ہو رہا ہے۔ خصوصاً سالنامہ ۱۹۷۸ء کے لئے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس میں حصہ لیتے والے روحانیت کے ممتاز عالم خصوصاً مہاتما کاشی رام جی چاولہ صاحب نے کافی مثالیں دے کر ذہن نشین کرایا۔ کوئی ہرکشن لال جی کی منظوم گینا سجد و تحسین، سنت سبھاؤ حکیم ریل داس جی مضطر، سنت بوڑ سنگھ جی۔ اسی طرح باقی اصحاب نے "شانتی انک" کو قابل صد ستائش بنا دیا۔ ایشور کریں کہ رسالہ اوم کی یہ گینا گنگا تازلیست گلزار بہند کو سرسبز و شاداب کرتی رہے۔ دھنیہ واد

سیوک۔ ڈاکٹریسی۔ آر تینجیہ

## اوم کی ہما

شری ملیش چندر

اوم ہے کرتا و دھاتا، اوم پالن ہمارا ہے  
اوم ہے بل تیج دھاری، ہم اوم کا یو جن کریں  
اوم کے چپ سے ہمارا، گیان بڑھنا جائے گا

اوم ہے جیون ہمارا، اوم پران آدھار ہے  
اوم ہے دکھ کا و ناشک، اوم سرور آندہ ہے  
اوم کے ہی دھیان سے، ہم شدھ اپنا من کریں

انت میں پڑیہ اوم ہم کو  
موکش پد پہنچائے گا



# अब हम आत्म निर्भर हैं



कृषि, जिसमें लाखों लोगों का योगदान है व जिसका सम्बन्ध हर एक जीवन से है, हमारा शताब्दियों से प्राथमिक व्यवसाय रहा है।

## 26

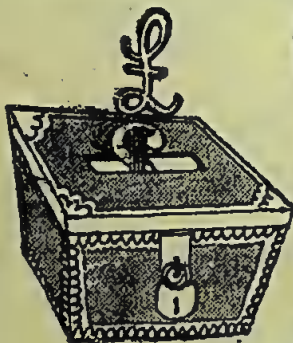
सन् 1926 वर्ष पहले, फर्टिलाइजर कार्पोरेशन ऑफ इंडिया का अंकुरावत हुआ, जिसकी जड़ें गहरी चलती गईं और फिर भूमि के ऊपर खिला एक फल।



आज हमारी कुल गात परियोजनाएं रसायनिक व उर्वरक क्षेत्र में कार्यरत हैं और अनेकों पूर्ण होने पर हैं।



और हमारा एक सम्पूर्ण विकसित योजना एवं पुष्टि विभाग देश में विस्तार कार्यों का कस मुकाबला कर रहा है, जिसमें रसायनिक व उर्वरक प्लांटों की यंत्रकला तैयार करना व उनका निर्माण सम्मिलित है।



मूल्यवान विदेशी मुद्रा की बचत की गई है। उर्वरक बनाने की अनेकों प्रकार की विधियों की जानकारी खोजी जा चुकी है। अनेकों देशों को एक सी आई. की शिल्प कला व दक्षता प्राप्त हुई है।



आज, एक सी. आई. वास्तव में अपने व्यवसाय में अपनी शिल्प कला में, अपने वैज्ञानिकों, अभियन्ताओं और योजकों की टीम में, और देश-विदेश कहीं भी एक सम्पूर्ण परियोजना बैठाने व तैयार करने की क्षमता में गुणवान होने का दावा कर सकता है।

और यह सभी बातें हमारे आत्म निर्भर होने की पुष्टि करते हैं।

राष्ट्र के कृषि और  
उद्योग की सेवा में  
भारतीय उर्वरक निगम

वि फर्टिलाइजर कार्पोरेशन आफ इंडिया लि०  
"मधुबन", ५५ नंहर प्लेत,  
नई दिल्ली-११००२४

# موت سے پہلے اور بعد کیا ہوتا ہے؟

از۔ شری ستیہ پال پوری جنرل سٹپیو (کوشٹیر)

جب زندگی کا سفر ختم ہو جاتا ہے اور انسان موت کی کشمکش میں بسترے میں پڑا ہے۔ تو اس کے جسم کے اوپر سفید رنگ کا دھواں سلاخ جو ہماری آنکھوں کو نظر نہیں آتا اُٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ ذرہ ذرہ آپس میں مل کر اس دھواں سے اس آدمی کی جو بستر میں لیٹا ہوا ہے، عین شکل بن جاتی ہے۔ چونکہ دیر تک اس آدمی کے اوپر ایک فٹ کے قریب رہتا ہے۔ ایک تازک تازک جو مزک شری کی چھاتی اور شوکھشم شری جو مزک شری کے ایک فٹ اوپر ہے ٹوٹ جاتی ہے، تو بستر میں پڑا ہوا پُرش ایک جھٹکا محسوس کرتا ہے۔ اس وقت موت ہوتی ہے۔ اور آتما و شری کا رشتہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جاتا ہے۔ مغرب کے سائنس دانوں نے اس دھواں کے فوٹو بھی لئے ہیں۔ اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے۔

آدمی مر کر بتا سکتا نہیں مرنے کا حال  
جیتے جی وہ زندگی کا راز پاسکتا نہیں

مرے ہوئے انسان میں کسی سوال کا جواب دینے کی شکتی نہیں رہتی۔ اس کا جواب لوگ سادھن کر کے اُٹھو سے ہمارے ریشیوں نے دیا ہے۔ جھگوان کرشن گپتا میں یوں فرماتے ہیں کہ آتما کا بھی ناش نہیں ہوتا۔ اور جس طرح انسان پرانے پھٹے ہوئے کپڑے اتار کر پھینک دیتا ہے اور نئے کپڑے پہن لیتا ہے۔ اسی طرح آتما بھی پرانے (پوڑھے شری) اور بیمار جسم کو تیاگ کر نیا جسم حاصل کر لیتا ہے جسم بدلتے رہتے ہیں لیکن آتما نہیں بدلتا۔ آتما کو تلوار نہیں کاٹ سکتی، نہ آگ جلا سکتی ہے اور نہ ہوا سکھا سکتی ہے۔ جسم میں آتما کہاں رہتی ہے؟ اس کا جواب ہمارے دھرم اشاستروں نے دیا ہے کہ جس طرح بادام کی گری میں بادام روغن ہے۔ جس طرح شری کے بدن میں مٹھاس بوند بوندیں سمائی ہوئی ہے۔ اسی طرح آتما شری میں ہے۔ وہ کسی ایک جگہ نہیں ہے۔ ہر جگہ موجود ہے گیتا کہتی ہے کہ جب روح اور جسم کے درمیان رابطہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو فوراً دوسرے جسم میں روح پرولیش کر جاتی ہے۔ قدرت نے انسان کے کرموں کے مطابق یہ نیا شری تیار رکھا ہوتا ہے۔ پھر وہ پہلے جسم کے کرموں کے پھل اچھے یا بُرے جسم میں بھوکتا ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی میں نیک کام کرتے ہیں، اور پرماٹما کا بھجن کرتے ہیں۔ انہیں سکھوں (سورگ) کی پراپتی ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اپنی زندگی میں پاپ کرتے ہیں۔ انہیں مذک (دھک) دیتے ہیں۔



# بات کرنے کا سلیقہ

## آداب گفتگو

از: مشرعی سانول شاہ جی

● اگر ایک شخص بات کر رہا ہو اور آپ اُس سے بہتر جانتے ہوں تو بھی آپ کو چاہیے کہ جب تک وہ سلسلہ کلام ختم نہ کر لے، آپ اپنی واقفیت کا اظہار نہ کریں۔ بعد ازاں اگر ضروری ہو، تو اس طریقہ سے بات کریں کہ پہلے شخص پر طعن نہ ہو۔

● جو بات آپ سے پوچھی جائے اُس کا جواب دیں۔ جب کسی دوسرے سے دریافت کی جائے تو اُس وقت آپ خاموش رہیں۔

● زیادہ باتیں کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس سے عزت و شان میں فرق آتا ہے۔

● اگر کوئی بات ایسی جماعت سے پوچھی جائے جس میں آپ شامل ہوں، تو جواب دینے میں پہل نہ کریں۔ جو گفتگو اور بحث و مباحثہ آپ کے سامنے ہو رہا ہے۔ جب تک آپ کو اُس میں واقفیت اور مہارت نہ ہو

داخل نہ دیں۔

● اگر کوئی شخص اپنی گفتگو آپ سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے، تو اُس کی طرف کان نہ دیں۔ اُسی میں عزت و نشان ہے۔

● بات کرتے ہوئے کوشش کریں کہ آپ کی آواز نہ تو کبرخت ہو، اور نہ کمزور ہو۔

● گفتگو کرتے وقت ہاتھ یا آنکھ سے پر زور اشارے نہ کریں۔

● دورانِ گفتگو میں کسی اور کام میں مشغول نہ ہوں۔ اس سے بے پرواہی کا اظہار ہوتا ہے۔

● اگر مہبت سے اصحاب یکجا بیٹھے ہوں، تو کسی کے کان میں بات نہ کریں۔ راز کی بات کسی دوسرے وقت پر چھپو دیں۔

● دورانِ گفتگو متہ بنانا، بار بار سر کھچانا، اُننگی کا ناشن کاٹنا، بار بار جسم کو حرکت دینا، ٹانگ ہلائے

جانا، زور سے قہقہہ لگانا بری اور غلط بات ہے۔ ان میں آپ کی عزت نہ رہے گی۔

● سوال کا جواب مختصر اور مؤثر دیں۔

● اپنی بات کو جھوٹ یا مبالغہ سے پر معنی بنانے کی کوشش نہ کریں۔

● طویل و فضول جواب دینے سے پرہیز کریں۔

# صحت و تندرستی اصل کے خوش خرم زندگی

بسر کیجئے

از۔ ڈاکٹر سی۔ آر۔ تیجہ آر۔ این۔ نگر گوڑ گاؤں (ہریانہ)

یہ بات خواہ کتنی ہی پُرانی کیوں نہ معلوم ہو۔۔۔ لیکن آج بھی ایک اہل حقیقت ہے کہ ہماری زندگی میں شادمانیوں کا سب سے پہلا ذریعہ صحت ہے۔ صحت کی حالت میں طبیعت میں خود بخود خوشی اور اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی خوشی صحت کی پیدا کردہ خوشی سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ یہ نہ ہو، تو دنیا کی کوئی بھی مسرت محسوس ہی نہیں کی جاسکتی۔

موجودہ طریقہ زندگی میں خوشی اور غم دونوں لازمی ہیں۔ فرانسیسی زبان میں ایک مقولہ ہے۔ کہ ”پر مسرت زندگی کوئی شے نہیں صرف پر مسرت دن ہی ہمارے ہوتے ہیں۔“ تقریباً ہر انسان کی زندگی میں اتار چڑھاؤ لگے ہوئے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ صحت مند اور مضبوط دل و دماغ والے اپنے آلام زندگی کو زیادہ آسانی سے برداشت کر لیتے ہیں، اور کمزور دل کے انسان اپنے غموں کو ساری زندگی اپنے ساتھ لئے چلتے ہیں۔ صحت کے بعد پر مسرت رہنے کے لئے دوسرا ذریعہ کام ہے۔ ہر انسان کے لئے چاہے وہ غمزدہ ہو یا شادان، کام ایک نعمت ہے، اگر کام نہ ہو تو ہماری زندگی مفلوج ہے ہی عرصہ میں بالکل بیزار کن بن جائے۔ البتہ کام انسان کو اپنی پسند یا انتخاب، کرنا چاہیئے۔ دنیا کے تمام ذی فہم لوگ اپنے کام کو اپنے لئے دل چسپ بنا لیتے ہیں۔ ایک بوجھ نہیں۔ کام کے وقت انسان خود کو بھول رہتا ہے۔ پر خود فراموشی کام یا کسی مشغولیت ہی کے وقت ممکن ہے۔ دراصل اسی پر انسان کی مسرتوں کا انحصار ہے۔ لیکن اتنا مفید اور ضروری ہونے کے باوجود چند گھنٹوں کے بعد کام کے بعد عام انسان کا تھک جانا لازمی امر ہے، اور کوئی بہترین دلچسپی بھی چند گھنٹوں کے بعد بیزار کن معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔ اس لئے اسے کسی دوسری شے سے بدلنا چاہیئے۔

انسان کی خوشی کے لئے کام کے بعد دوسری شے سماجی زندگی اور اس کی دل چسپیاں ہیں انسان بھی ایک ”سماجی جانور“ ہے، اور وہ انسانوں سے الگ تھلک رہ کر خوش نہیں رہ سکتا۔ اسی سماجی یا معاشرتی زندگی سے تو محبت اور رفاقت پیدا ہوتی ہے، جو مسرت کی ایک بنیاد ہے۔ اس لئے کام کے بعد اپنے اوقات کو دوستوں کی رفاقت میں صرف کرنا چاہیئے۔ دوست پر خلوص ہوں، اور اپنی طبیعت سے ملتے ہوں۔



موسیقی بھی ایسی شے ہے۔ جس کے دامن میں بے شمار غمزہ انسانوں کو سکون حاصل ہوا ہے۔ اردو کے مشہور ادیب اور ہندوستان کے سابقہ وزیر تعلیم مولانا عبد الکلام آزاد کی خانگی زندگی میں تو ہمیں کوئی خوشی نظر نہیں آتی تھی۔ پھر بھی وہ کبھی پُر ملال نظر نہیں آئے تھے۔ اپنے ایک عزیز ترین دوست کو اپنی کلاسیکل اردو میں لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ میں زندگی میں ہر چیز کے بغیر رہ سکتا ہوں۔ لیکن موسیقی کے بغیر نہیں۔ آواز خوش الوانی میرے لئے زندگی کا سہارا ہے۔ دماغی کاوشوں کا مداوا اور جسم و دل کی ساری بیماریوں کا علاج ہے۔“

بے شمار کھیلوں کے علاوہ دلچسپ کتب کا مطالعہ خصوصاً دھارمک کتب رامائن، گیتا، مہابھارت، گورو گرنتھ صاحب، قرآن شریف، انجیل، دلی کا رسالہ اوم بھی بہترین دلچسپی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ ان سے انسان اپنی اصلی منزل مقصود گویا اپنے پیارے معبود خداوند کریم، ایشور پرمارتھ کو پا کر جسم سینھل بنا سکتا ہے۔ جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس لالہ انتہا فیض سے فیض اٹھانا چاہیے۔ اُس مالک کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ پرہیزوں کے گن گناں۔ پرہیز سمرن کرنا چاہیے۔ مگر یہ سب کچھ صحت و تندرستی کی دولت سے مل سکتا ہے۔ الغرض زندگی میں صحت و تندرستی حاصل کرنا سب کچھ حاصل کرنا ہے۔

## مہا پرشوں کے وحی

(۱) بنا پریم کے ستیہ کا سہاگ ٹٹ جاتا ہے۔ (روینہ ناتھ) تم کو تمہارے سوا اور تم کو کوئی بھی منش ٹھیک مشورہ نہیں دے سکتا۔ اگر تم اپنی صلاح کو مانو گے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ تم سے کبھی کوئی بھول نہ ہوگی۔ (سرسرہ)۔ (۲) کاہلی اور غریبی میں کاہلی کی چال بڑی مندی ہے اور غریبی کی اتنی تیز کہ وہ جلدی ہی اُس کو پکڑ لیتی ہے۔ (بنجن فرنیٹن) (۳) جب کبھی تم کو اپنے سے زیادہ عقلمند آدمی سے بات چیت کرنے کا موقع ملے، اور تم یہ سمجھ کر بحث کرنے لگو، کہ لوگ تمہاری عقلمندی جان جائیں گے۔ تو یاد رکھو، لوگ ایسا سمجھ کر تمہاری ٹور کھٹا کر جانیں گے۔ (سعدی)۔ (۴) اُس ٹھوڑے سے جو ہمیں نیچے گرا دے، وہ گدھا کہیں اچھا ہے، جو ہمیں لے جائے۔ (جے۔ جی ہالینڈ)۔ (۵) جس طرح اصلی چیز سے چھایا (ساٹے) کا جسم ہوتا ہے، اور آگ سے دھواں نکلتا ہے، اُسی طرح کر تو یہ (کرم) کے پیچھے نتیجہ آتا ہے۔ نیز دھکے منش کے کرم اور وچار کے ساتھی ہیں۔ (جیمز ایلین)۔ (۶) دن بھر برسی بھاوناؤں اور بُرے کرموں سے بچے رہنا رات بھر کے بھجن سے بڑھ کر ہے۔ (ڈاس تھنیز)۔ (۷) وہ بہادر نہیں ہیں۔ جنہوں نے شریہ کو چکنا چور کر ڈالا ہے۔ ایسا تو ابھیا اس اور محنت کرنے پر سب کر سکتے ہیں۔ بلہاری تو اُن ویروں کی ہے۔ جو من کو جیت کر کھڑے ہیں۔ (دریا صاحب) (۸) اپنے ساتھ کی گئی بُرائی کو ریت پر لکھو، اور بھلائی کو پتھر پر۔ (سقراط)۔ (۹) اپنے آپ کو چھوٹا سو بیکار کر لینا ایمان کی بات نہیں ہے۔ اصل ایمان تو اس میں ہے کہ ہم دین ہوتے ہوئے بھی اپنی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش اور محنت نہ کریں۔ (ابراہیم)



## رسالہ "اوم" کا دھرم پرچار پرکاشن

اوم پریسیوں کی سہایت سے "دھرم پرچار پرکاشن" کے انترگت گذشتہ چھ سال کے دوران ہم رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کی سیوا میں بیسیوں دھارمک پینٹیکس مفت یا خاص رعایتی قیمت پر بھینٹ کر چکے ہیں۔ اب رسالہ "اوم" کے نئے یا پرانے سبھی سالانہ خریدار ہمارے یہاں سے مندرجہ ذیل کتب خاص رعایتی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

شرمید بھگوت گیتا سناکھشپت اردو (پاکٹ سائز) مفت -

بالمیکی رامائن (اردو حصہ اول) قیمت دس روپے - خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے -

بالمیکی رامائن (اردو حصہ دوم) قیمت اٹھارہ روپے - خاص رعایتی قیمت صرف دس روپے -

سالنامہ لوگ انک ۱۹۷۶ء - قیمت دس روپے - خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے -

"بھگتی انک ۱۹۷۷ء - قیمت دس روپے - خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے -

"شانتی انک ۱۹۷۸ء - قیمت چودہ روپے - خاص رعایتی قیمت صرف دس روپے -

ضروری نوٹ :- (۱) یہ رعایتی قیمتیں صرف رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کے لئے ہیں۔

(۲) رجسٹری ڈاک خرچ تین روپے علاوہ -

(۳) رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ کیونکہ وی۔ پی منگوانے پر دو روپے زائد ادا کرتے پڑیں گے۔

"مینجر"

جن دان وریجنوں سے دھرم پرچار پرکاشن کیلئے ہر ماہ ۱۹۷۷ء تک قوم و صول ہوئیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ شری چنداس جی آہوجہ - لدھیانہ

۲۔ شری بھنچ موہن آہوجہ - چیری ٹیبل ٹرسٹ - نئی دلی

۳۔ میسرز موہن لال ہرکشن لال جی سیبل - دلی ۶

۴۔ شری امر ناتھ - بمقام سلاپر (منڈی)

۵۔ کوک سیل ٹریڈرز کاپورہ -

۶۔ لالہ بھگوانداس جی اروڑہ - قرولباغ، نئی دلی

۷۔ شری آر۔ جے۔ ریلواری - ممبئی

۸۔ میسرز رام چند اینڈ سنز آہرنی تمام مہادیو (منڈی)

۹۔ شری کے۔ ایل ٹرولہ - مراد آباد (یوپی)

۱۰۔ شری ہری کرشن جیندو - سرینگر (کشمیر)

۱۱۔ شری سنت رام جی چندری گڑھ -







# ADD SPICE & FUN TO WEDDINGS & PARTIES



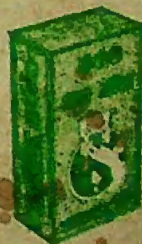
with

## MDH

## KITCHEN KING



M.D.H. KITCHEN KING is a complete masala for all vegetarian and non-vegetarian dishes. Add salt to taste and enjoy a delicious dish every time



Our other popular products :

Duggi Mirch, Chana Masala, Chat Masala, Jal Jeera etc.

### MAHASHIAN DI HATTI (P) LTD

9/44, INDUSTRIAL AREA, KIRTI NAGAR, NEW DELHI-110015, PHONE 565122

Chief Stockists : Roopak Stores, Ajmal Khan Road, New Delhi-5, Phone 562568

Stockists : Kishan Chand, Suraj Parkash, Khari Baoli, Delhi-6 Phone 522217